فضائل ذکر و فکر

(ذکر و فکر کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت)

تحقیق و تصنیف

ڈاکٹر محمود علی انجم

(ایم اے، ایم ایس سی نفسیات، ایم سی ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی اقبالیات)

(بانی تھری آئی سائیکو تھراپی، اسلامک سائیکالوجسٹ، سپر چوالسٹ، صوفی سائیکو تھراپسٹ)

ریسرچ سکالر (اسلامیات، تصوف، اقبالیات، اردو، نفسیات و روحی علوم)

فضائلِ ذکر وفکر

(ذکر وفکر کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت)

انسان کو جس سے محبت ہوا کثر اس کے خیالوں میں رہتا ہے اور اس کا ذکر کرتا ہے۔ محبت کے ساتھ اگر عقیدت بھی شامل ہو تو ذکر وفکر میں مزید گہرائی اور شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ ذکر وفکر سے محبوب کی محبت بڑھتی جاتی ہے اور محبت بڑھنے سے ذکر وفکر میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ کثرت سے ذکر وفکر وصلِ حبیب کا سبب بن جاتا ہے۔

ذکر وفکر سے محبوب کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ محبوب کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ذکر وفکر اختیاری، ذکر وفکر غیر اختیاری کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ لسانی ذکر، قلبی ذکر کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس سے اگلے مرحلہ پر دل میں ذکر اس قدر پختہ اور غالب ہو جاتا ہے کہ اس کو کسی غیر کی طرف متوجہ کرنے کے لیے تکلف کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے بعد کے مرحلہ پر ذاکر، مذکور میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اس کا نہ ذکر کی طرف دھیان رہتا ہے اور نہ دل کی طرف یہ فنا کا مقام ہے۔ اس کی ابتدا لسانی ذکر سے، پھر تکلفاً ذکرِ قلب سے، پھر طبعاً ذکرِ قلبی سے ہوتی ہے۔ پھر آخر میں مذکور دل میں متمکن ہو جاتا ہے۔

انسان کی زندگی کا حقیقی مقصد اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب و رضا حاصل کرنا ہے۔ اس لیے قرآن و حدیث میں ذکر وفکر کی قدر و قیمت اور اہمیت و ضرورت پر بہت زور دیا گیا ہے اور ذکر وفکر کے مختلف مواقع اور ذکر وفکر کے مختلف طریقوں کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔ جن کا اس کتاب میں سندات اور حوالہ جات سے ذکر کیا گیا ہے۔

<u>تحقیق وتصنیف</u>

ڈاکٹر محمود علی انجم

(ایم اے، ایم ایس سی نفسیات، ایم سی ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی اقبالیات)

(بانی تھری آئی سائیکوتھراپی، اسلامک سائیکالوجسٹ، سپر چوالسٹ، صوفی سائیکوتھراپسٹ)

ریسرچ سکالر (اسلامیات، تصوف، اقبالیات، اردو، نفسیات وروحی علوم)

سابق پرنسپل ''چشتیہ کالج، فیصل آباد''

ایڈیٹر ''ماہنامہ نورِ ذات'' رجسٹرڈ، منظور شدہ

پروپرائٹر ''نورِ ذات پبلشرز''، لاہور

نورِ ذات پبلشرز، لاہور

Mobile & Whats App: 0321-6672557 Email: Anjum560@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جملہ حقوق بحق مصنفِ کتاب محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ فضائل ذکروفکر (ذکروفکر کی قدر و قیمت اور ضرورت واہمیت)

تحقیق وتصنیف:۔ ڈاکٹر محمود علی انجم

(ایم اے، ایم ایس سی نفسیات، ایم سی ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی اقبالیات)

(بانی تھری آئی سائیکوتھراپی، اسلامک سائیکالوجسٹ، سپر چوالسٹ، صوفی سائیکوتھراپسٹ)

ریسرچ سکالر (اسلامیات، تصوف، اقبالیات، اردو، نفسیات وروحی علوم)

بانی وصدر (بزم فقرِ اقبال، بزم علم وعرفان، ایجوکیٹر اینڈ لرنرز ویلفیئر آرگنائزیشن)

نائب صدر بزم فکرِ اقبال، انٹرنیشنل

سابق پرنسپل ''چشتیہ کالج، فیصل آباد''

ایڈیٹر ''ماہنامہ نورِ ذات'' رجسٹرڈ، منظور شدہ

پروپرائٹر ''نورِ ذات پبلشرز''، لاہور

برائے مشورہ ورہنمائی:۔ فون نمبر / وٹس ایپ نمبر:۔ 0323-6672557 / 0321-6672557

ای میل:۔ Anjum560@gmail.com/Anjum560@outlook.com

کمپوزنگ:۔ محمد آصف مغل

طابع:۔ نورِ ذات پبلشرز

فون نمبر / وٹس ایپ نمبر:۔ 0323-6672557 / 0321-6672557

ای میل:۔ Anjum560@gmail.com/Anjum560@outlook.com

سنِ اشاعت:۔ مارچ ۲۰۲۴ء

راقم الحروف نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ حتی المقدور تحقیقی وتنقیدی شعور سے کام لیتے ہوئے 'موضوعِ تحقیق' سے انصاف کیا جائے اور حقائق تک رسائی حاصل کر کے انھیں سند وحوالہ جات کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لا کر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ تاہم، ہر انسانی کوشش کی طرح علمی وادبی کاموں میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا امکان رہتا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ انھیں اس کتاب میں کسی مقام پر کوئی کمی بیشی و غلطی نظر آئے تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں ان کی قیمتی آرا سے استفادہ کیا جا سکے۔

والله الموفق و هو الهادی الی سواء السبیل۔ اللهم تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔ الحمد لله رب العالمین۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِىْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَآ اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرٰتِ فِى الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَيَا قَاضِىَ الْحَاجَاتِ وَيَا كَافِىَ الْمُهِمَّاتِ وَيَادَافِعَ الْبَلِيَّاتِ وَيَا حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ اَغِثْنِىْ اَغِثْنِىْ اَغِثْنِىْ يَآ اِلٰهِىْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ط ○ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهاً وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَداً لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُواً اَحَدٌ ○ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ○ يَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِىْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى ○ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ○ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ خَلْقِهٖ ○ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَدَدَ خَلْقِهٖ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى ○ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ○ رَبِّ اغْفِرْلِىْ وَتُبْ عَلَىَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ○ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط ○

کتاب دوستی

کامیاب زندگی گزارنے کے لیے زندگی کا مقصد اور اسے گزارنے کا طریقہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے بہترین مخلوق کا رُوپ عطا کرنے والے احد و واحد رب تعالیٰ نے انبیا و رُسل پر آسمانی کتابیں اور صحائف نازل فرمائے اور انھیں بطور معلم انسانوں کو تعلیم دینے اور ان کی تربیت کرنے کا فریضہ سرانجام دینے کی ذمہ داری تفویض فرمائی۔ کتاب ہر ایک معلم و متعلم کی بنیادی ضرورت ہے۔ ایک مسلمان تاحیات معلم اور متعلم کے طور پر زندگی بسر کرتا اور ہر وقت اپنی اور دوسروں کی اصلاح اور فلاح کے لیے مصروف بہ عمل رہتا ہے۔ حیات بخش اور حیات افروز علم و ادب پر مشتمل کتابیں ہر فرد کی ضرورت ہیں۔ ایسی تحقیقی، مستند کتابیں جو منشائے الٰہی کے مطابق دنیوی اور اُخروی فوز و فلاح کے حصول میں مدد و معاون ہوں، ان کا مطالعہ اور ان سے ملنے والی تعلیمات پر عمل کرنا از حد ضروری ہے۔

اپنے بارے میں، اپنے خالق و مالک کے بارے میں، اس کائنات کے بارے میں، اپنے محبوب حکما، علما، صوفیہ، ادبا اور شعرا کی نگارشات سے استفادہ کرنے کے لیے مطالعہ کی عادت اپنائیں۔

یہ کتاب اسی جذبے کے تحت آپ کو پڑھنے کے لیے پیش کی گئی ہے۔ اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لیے دیں۔

سُرورِ علم ہے کیفِ شراب سے بہتر　　　کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

محترمی و مکرمی! ______________________

____

فضائلِ ذکر وفکر

(ذکر وفکر کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت)

از طرف:۔ ______________________

تاریخ:۔ ______________ دن:۔ ______________

اظہارِ تشکر

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ٥

اور اللہ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹ سے (اس حالت میں) باہر نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اس نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تا کہ تم شکر بجالاؤ٥

زیرِ نظر کتاب ''فضائلِ ذکر وفکر (ذکر وفکر کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت)'' کی تصنیف وتالیف کی سعادت حاصل ہونے پر میں ربِ قدیر اور اپنے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد وحساب شکر گزار ہوں۔ میں اپنے روحانی، علمی و ادبی محسنین اور کرم فرماؤں خصوصاً سلطان الفقرا قبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، پیر و مرشد حضرت قبلہ فقیر عبد الحمید سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ، اپنے نہایت واجب الاحترام والدِ محترم حاجی محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ محترمہ کا شکر گزار ہوں جن کی تعلیمات، دعاؤں، توجہ اور شفقت کی بدولت اس کارِ سعادت کی توفیق عطا ہوئی۔ میرے کرم فرما اساتذہ پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان (پی ایچ ڈی اقبالیات)، پروفیسر ڈاکٹر محمد افضال انور (پی ایچ ڈی اردو)، پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان (پی ایچ ڈی اقبالیات)، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال (پی ایچ ڈی اقبالیات) اور پروفیسر ڈاکٹر مظفر علی کاشمیری (پی ایچ ڈی اقبالیات) کی مدد، رہنمائی اور دعاؤں کی بدولت مجھے یہ کارِ خیر سرانجام دینے کی توفیق حاصل ہوئی۔ میری بیوی (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹی (عروج فاطمہ)، داماد (اسد محمود)، بہو (فائزہ حامد) اور بیٹوں (حامد علی انجم اور احمد علی انجم) نے میرے حصے کی ذمہ داریاں سرانجام دے کر، ہر طرح سے میری ضروریات کا خیال رکھ کر مجھے ذہنی و قلبی فراغت کے لمحات حاصل کرنے میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ میں ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں اپنی اس علمی، ادبی و روحانی کاوش کو ان سے منسوب کرتا ہوں اور دل کی گہرائیوں سے ان کے لیے دعا گو ہوں۔

احقر العباد
طالبِ دعا و منتظرِ آرا
ڈاکٹر محمود علی انجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلۡفَ اَلۡفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ ط

انتساب

سید المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام انبیا و رسل، امہات المؤمنین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد پاک، پنجتن پاک، آئمہ مطہرین، معصومین، تمام صحابہ کرام وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، اولیائے امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام مشائخ عظام، علمائے کرام، تمام مومنین ومومنات، مسلمین ومسلمات، قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی ودیگر تمام سلاسلِ حق کے پیرانِ عظام واہلِ سلسلہ، ساتوں سلطان الفقراء خصوصاً حضرت پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غریب النواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، مرشدِ من حضرت قبلہ فقیر عبدالحمید سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد غلام نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ، فرید العصر میاں علی محمد خاں چشتی نظامی فخری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد مسعود احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، سرکار میراں بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ گوہر عبدالغفار چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ، میاں غلام احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، میاں مقبول احمد رحمۃ اللہ علیہ اوران کے اہل و عیال، حضرت میاں علی شیر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں فریاد احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد افضال انور، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال، پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان، پروفیسر ڈاکٹر مظفر کاشمیری، پروفیسر ڈاکٹر محمد غلام معین الدین نظامی، ڈاکٹر محمد شفیق، ڈاکٹر محمد اصغر، پروفیسر سلیم صدیقی، استادِ محترم پروفیسر عبداللہ بھٹی، بندہ عاجز اور اِس کی اہلیہ کے والدین (حاجی محمد یٰسین وبیگم یٰسین، میاں لطیف احمد وبیگم میاں لطیف احمد)، بندہ عاجز کی اہلیہ (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹی (عروج فاطمہ)، داماد (اسد محمود)، بہو (فائزہ حامد)، بیٹوں (حامد علی انجم، احمد علی انجم)، پوتے (محمد علی انجم)، پوتی (ماہ نور فاطمہ)، بہنوں (مسز یاسمین اختر، مسماۃ ناہید اختر)، برادران (میاں مقصود علی چشتی نصیری، میاں سجاد احمد قادری، میاں فیاض احمد، میاں شہباز احمد، میاں اعجاز احمد، میاں خرم یٰسین، میاں عاصم یٰسین، میاں ارشد محمود، میاں افتخار احمد، میاں ابرار احمد، میاں عمران احمد، میاں نسیم اختر) اوران کے اہل وعیال، مسٹر ومسز نصیر واہلِ خانہ، خالد محمود (پروپرائٹر: خالد بک ڈپو، لاہور)، کاشف حسین گوہر (پروپرائٹر: ہمدرد کتب خانہ)، الطاف حسین گوہر (پروپرائٹر: گوہر سنز پبلی کیشنز)، تمام مسلمان آباؤ اجداد، بہن بھائیوں، بیٹوں، بیٹیوں، دامادوں، بہوؤں، نسلِ نو، احباب، رفقا، اساتذہ، تلامذہ، ظاہری وباطنی بلاواسطہ وبالواسطہ محسنین، علمی نسبی، روحانی تعلق رکھنے والے تمام احباب، بندہ عاجز کے چاہنے والوں اوران سب کو جن سے بندہ عاجز کو محبت ہے، تاابدالآباد اس کا ثواب ایصال ہو۔ بندہ عاجز سے جانے انجانے کسی بھی صورت میں ایسے تمام افراد جن کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سرزد ہوئی انھیں بھی اس کارِ خیر کا ثواب ایصال ہو اور ذاتِ باری تعالیٰ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے اپنے فضل وکرم سے اسے بطور قضا وکفارہ شمار فرما کر اُن سب کی اور بندہ عاجز کی مغفرت فرمادے۔ (آمین)

وَالَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ○

اور وہ لوگ (بھی) جو اُن (مہاجرین وانصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بہت شفقت فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے ○ الحشر [59:10]

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بندگی کے لیے پیدا فرمایا اور دین اسلام کو بندگی کی اساس اور میزان قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی رہنمائی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام تا نبی کریم رؤف ورحیم حضرت محمد ﷺ تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورُسل مبعوث فرمائے اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں۔ تمام انبیاء ورُسل ان آسمانی کتابوں میں دی گئی ہدایت کے مطابق عمل کرتے اور انسانوں کو تعلیم دیتے رہے۔ نبی کریم رؤف و رحیم حضرت محمد ﷺ کے ذریعے دین اسلام کی تکمیل ہوگئی۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے۔

اسلام کا پیغام کسی مخصوص زمانے، کسی مخصوص علاقے یا مخصوص لوگوں کی حد تک محدود نہیں۔ اسلام کا پیغام عالمگیر اور آفاقی ہے۔ دین اسلام کے مطابق زندگی کا سفر ہمیشہ جاری رہے گا۔ ہم سب اس دنیا میں آزمائے جانے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اس دنیاوی زندگی کے مطابق آخروی زندگی کی راہیں متعین ہوں گی۔ دین اسلام میں جسم اور روح کے باہمی تعلق اور ان کے تقاضوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ عصرِ حاضر کا انسان اپنا مقصدِ حیات فراموش کر چکا ہے۔ وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ سے دور ہے بلکہ وہ اپنے آپ سے بھی دور ہے۔ لادینی وملحدانہ فلسفۂ حیات کے تحت ہر کوئی اپنی بدنی، دنیاوی اور مادی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل کے لیے کوشاں ہے۔ زیادہ تر لوگ اس مادی طرزِ فکر کی وجہ سے اپنی روح کے تقاضے بھی فراموش کر چکے ہیں۔ وہ روح کے قائل نہیں تو روحانیت کے قائل کیسے ہوں گے۔ ہم مسلمان بھی اس مادی دور میں اپنا مقصدِ حیات فراموش کر چکے ہیں۔

دین اسلام آخروی زندگی میں فلاح وکامیابی کے حصول کے لیے دنیاوی زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے مطابق ہر انسان کو، خصوصاً مسلمان کو اسلامی تصورِ حیات کے مطابق اپنے بدن اور روح کے تقاضے پیشِ نظر رکھتے ہوئے دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ **عصرِ حاضر کی ان خرابیوں کے پیشِ نظر اور جدید علوم کے تحقیقی اصول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بندۂ عاجز نے اسلامی ضابطۂ حیات، علامہ اقبالؒ کے افکار و تصورات (خصوصاً فلسفۂ خودی)، اسلامی نفسیات اور اسلامی تصوف کے باہم مربوط تعلق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تھری آئی سائیکوتھراپی وضع کی ہے جو کہ نفسیاتی، روحانی اور اخلاقی امراض کے طریقۂ علاج پر مشتمل ہے۔ الحمدللہ! یہ سائیکوتھراپی اسلامی فلسفۂ حیات اور اُس کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ اسلامیات، اقبالیات، تصوف اور نفسیات کے باہمی ربط پر مبنی یہ تھراپی اسلامی ضابطۂ اخلاق اور اسلامک سپرچوائل ازم کے آفاقی اور عالمگیر اصولوں پر مبنی ہے۔ اس سے نہ صرف ہم مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی استفادہ کر سکیں گے اور ان شاء اللہ وہ اس تھراپی کے عملی نتائج سے اطمینان پا کر دین اسلام کے بھی قائل ہو جائیں گے اور اُن میں جن کا نصیب ہوا وہ مسلمان بھی ہو جائیں گے۔ بندۂ عاجز کو اللہ تعالیٰ نے اس تھراپی پر ریسرچ کرنے اور اسے پیش کرنے کا شرف عطا فرمایا ہے۔ تحقیقی نکتۂ نگاہ سے یہ نفسیات اور روحانی دنیا میں ایک نیا اضافہ ہے۔ آپ کے پیشِ نظر یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔**

عظیم علمائے حق اور صوفیائے عظام نے خلقِ خدا کی بہتری کے لیے آیاتِ قرآنی اور مسنون دعاؤں پر مشتمل منازلِ روحانی ترتیب دیں اور پیش کیں جن میں سے 'حزب البحر' اور 'حزب الاعظم' مشہور ومتداول ہیں۔ عصرِ حاضر میں ذاتِ باری تعالیٰ کے فضل وکرم سے بندۂ عاجز نے احادیثِ نبوی ﷺ اور ارشادات ومعمولاتِ صوفیاء کے پیشِ نظر بعد از تحقیق کئی منازلِ روحانی ترتیب دیں، احادیث کے مطابق ان کے فضائل بیان کیے اور انہیں 'حزب النبی ﷺ'، 'حزب الکامل'، 'حزب الاعظم جدید'، 'حزب الحب والتسخیر'، 'حزب الشفائے کامل'، 'حزبِ مریم' اور 'حزب المؤمن' کے نام سے پیش کیا ہے۔ یہ منازلِ روحانی طبِ نبوی ﷺ کے بنیادی اصولوں کے مطابق ترتیب دی گئیں ہیں اور یہ صدیوں پر محیط اسلامی اور روحانی معالجات میں منفرد اضافے اور پیشکش کی حیثیت رکھتی ہیں۔ علمِ تحقیق کی رو سے تحقیق پر مبنی یہ منازلِ روحانی نہایت قدر وقیمت کی حامل ہیں جس کا بین ثبوت وہ تمام احادیثِ مبارکہ ہیں جو ان منازل کے فضائل میں بیان کی گئی ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان منازل کو اپنے معمول میں لے کر آئیں۔ صدقہ جاریہ کی نیت سے ان کو شائع کریں اور تقسیم کریں۔ صوفیائے عظام اور روحانی معالجین سے درخواست ہے کہ وہ ان منازلِ روحانی کی ترویج میں بھرپور کردار ادا کریں تاکہ مخلوقِ خدا ان سے بھرپور استفادہ کر کے فلاحِ دارین حاصل کرے اور ہمارے لیے یہ منازلِ روحانی صدقہ جاریہ بن جائیں۔

طالب دعا

پروفیسر ڈاکٹر محمود علی انجم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	حمد ونعت	003
	کتاب دوستی	004
	اظہارِ تشکر	005
	انتساب	006
	پیش لفظ	007
	فہرست مضامین	008
	فضائلِ ذکر وفکر (ذکر وفکر کی قدر و قیمت اور ضرورت واہمیت)	010
	ذکر وفکر، ذکر وفکر کی قدر و قیمت اور ضرورت واہمیت، کتاب وسنت سے دلائل	010
	ذکر کی فضیلت میں احادیث مبارکہ	012
	ذکرِ سری وذکرِ جہری	014
	ذکرِ سری وذکرِ جہری کے بارے میں ارشادات باری تعالیٰ، ذکرِ سری وذکرِ جہری کے بارے میں مزید احادیث وآثار	015
	ذکرِ مقید، ذکرِ مقید کے بارے میں احادیث	015
	ذکرِ مطلق، ذکرِ مطلق کے بارے میں ارشاداتِ خداوندی	016
	ذکرِ مطلق کے بارے میں حدیثِ نبوی ﷺ، ترکِ ذکر پر تنبیہ	017
	ترکِ ذکر کے بارے میں احادیثِ رسول ﷺ	017
	ذکر کے آداب، انفرادی ذکر کے آداب، اجتماعی ذکر بالجہر کے آداب	018
	قبل از ذکر ظاہری آداب، قبل از ذکر باطنی آداب، دوران ذکر ظاہری آداب	019
	دورانِ ذکرِ باطنی آداب، بعد از ذکر ظاہری آداب، بعد از ذکر باطنی آداب، ذکر کے فوائد	019
	غور وفکر اور تدبر وتفکر کی اہمیت	025
	منظم غور وفکر کی قدر و قیمت اور ضرورت واہمیت	027
	مشاہدہ، مراقبہ اور مکاشفہ	028
	روحانی دنیا میں کارفرما اصول وقوانین	028
	روحانی مشاہدہ وتجربہ	028
	اسماء الحسنیٰ	030
	جدول اسماء الحسنیٰ	031
	جدول اسماء الحسنیٰ بمطابق عددی قیمت	035
	اسمائے جمالی، اسمائے جلالی اور اسمائے مشترک	037
	اسمِ اعظم	038
	اسمِ اعظم کے بارے میں ارشاداتِ نبوی ﷺ	038
	اسمِ اعظم کے بارے میں اکابرین امت کی آراء	041

	اسمِ اعظم اور اسمِ ذات	041
	حاصل کلام	042
	دعائے اسم اعظم	042
	دعائے متضمن باسم اعظم	043
	روحانی کلیہ برائے استخراج اسم اعظم	044
	پکسلز (تصویر)	045
	حروف ابجد کے جدول سے استخراجِ اسم اعظم	046
	حوالہ جات وحواشی	049

فضائل ذکر وفکر

(ذکر وفکر کی قدر و قیمت اور ضرورت واہمیت)

ذکر وفکر: ۔انسان کو جس سے محبت ہوا کثر اس کے خیالوں میں رہتا ہے اور اس کا ذکر کرتا ہے۔محبت کے ساتھ اگر عقیدت بھی شامل ہو تو ذکر وفکر میں مزید گہرائی اور شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ذکر وفکر سے محبوب کی محبت بڑھتی جاتی ہے اور محبت بڑھنے سے ذکر وفکر میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔کثرت سے ذکر وفکر وصلِ حبیب کا سبب بن جاتا ہے۔

ذکر وفکر سے محبوب کا قرب حاصل ہوتا ہے۔محبوب کی رضا حاصل ہوتی ہے۔یہاں تک کہ ذکر وفکر اختیاری، ذکر وفکر غیر اختیاری کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔لسانی ذکر، قلبی ذکر کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔اس سے اگلے مرحلہ پر دل میں ذکر اس قدر پختہ اور غالب ہو جاتا ہے کہ اس کو کسی غیر کی طرف متوجہ کرنے کے لیے تکلف کی ضرورت پڑتی ہے۔اس کے بعد کے مرحلہ پر ذاکر، مذکور میں مستغرق ہو جاتا ہے۔اس کا نہ ذکر کی طرف دھیان رہتا ہے اور نہ دل کی طرف یہ فنا کا مقام ہے۔اس کی ابتدا لسانی ذکر سے، پھر تکلفاً ذکرِ قلب سے، پھر طبعاً ذکرِ قلبی سے ہوتی ہے۔پھر آخر میں مذکور دل میں متمکن ہو جاتا ہے۔

ذکر وفکر کی قدر و قیمت اور ضرورت واہمیت: ۔انسان کی زندگی کا حقیقی مقصد اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب و رضا حاصل کرنا ہے۔اس لیے قرآن وحدیث میں ذکر وفکر کی قدر و قیمت اور اہمیت وضرورت پر بہت زور دیا گیا ہے اور ذکر وفکر کے مختلف مواقع اور ذکر وفکر کے مختلف طریقوں کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔

کتاب وسنت سے دلائل:

بہت سی آیات کریمہ ذکر کی اہمیت پر دلالت کرتی ہیں۔یہاں چند آیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اللہ رب العزت اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

1۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ بقرہ[2:152]

سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۝

2۔ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ آل عمران[3:191]

وہ لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں پر۔

3۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔ احزاب[33:41-42]

اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے اور اس کی پاکی بیان کرو صبح وشام۔

4۔ وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ۔ آل عمران[3:41]

اور یاد کرو اپنے پروردگار کو بہت۔اور پاکی بیان کرو اس کی صبح وشام۔

5۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ الرعد[13:28]

جو لوگ ایمان لائے اور مطمئن ہوتے ہیں جن کے دل ذکرِ الٰہی سے، دھیان سے سنو اور اللہ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔

6۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً۔ دھر[76:28]

اور یاد کرتے رہا کرو اپنے رب کے نام کو صبح وشام۔

7۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً۔ مزمل[73:8]

اور یاد کرتے رہا کرو اپنے رب کے نام کو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔

8۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ.... العنکبوت[29:45]

اور واقعی اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

09۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ...... النساء[4:103]

جب تم ادا کر چکو نماز تو ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے۔

10۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ الجمعہ[62:10]

پھر جب پوری ہو چکی نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل کو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتے رہا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

11۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ۔ بقرہ[2: 114]

اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو روک دے اللہ کی مسجدوں سے کہ ذکر کیا جائے ان میں اس کے نام کا۔

12۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۔نور[24:36]

ان گھروں میں (جن کے متعلق) حکم دیا ہے اللہ نے کہ بلند کیے جائیں اور لیا جائے ان میں اللہ کا نام۔

13۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ o منافقون[63:9]

اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد (کہیں) تمہیں اللہ کی یاد سے ہی غافل نہ کر دیں، اور جو شخص ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں o

14۔ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ، اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔احزاب[33:35]

اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں۔ تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا'' سے مراد یہ ہے کہ وہ نمازوں کے بعد اور صبح وشام اور نیند سے بیداری کے وقت اور اپنے گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندہ کثیر ذکر کرنے والوں میں اس وقت شمار ہوگا جب بیٹھتے، اٹھتے لیٹتے ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرے اور کسی بھی حالت میں (خوشی وغم میں، مصروفیت وفراغت میں) اللہ تعالیٰ کو نہ بھولے۔

ذکر کے علاوہ تمام عبادات کی صحت کے لیے شرائط ہیں لیکن ذکر، طہارت اور بغیر طہارت، قیام وقعود بلکہ تمام احوال میں جائز ہے۔ اسی وجہ سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ دل اور زبان کا ذکر بے وضو، جنبی، حیض ونفاس والی عورت کے لیے بھی جائز ہے اور اس ذکر سے مراد تسبیح وتہلیل، تحمید، تکبیر، درودوسلام، شکر، دعا اور اطاعت ہے۔

ذکر، دلوں کا صیقل اور فیوض ربانی کی چابی اور دلوں پر تجلیات کے نزول کا راستہ ہے۔ اس کی وجہ سے انسان صفات الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذکر سے غفلت کی وجہ سے سالک پر غم وحزن طاری ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جائے، تو وہ خوشی محسوس کرتا ہے اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں کیونکہ ذکر خوشی ومسرت کی کلید ہے، جس طرح غفلت، غم وحزن کی کلید ہے۔

ذکر کی فضیلت میں احادیث مبارکہ:

1۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ مثل الحی والمیت۔**

اپنے رب کا ذکر کرنے والے، نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

2۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے راستوں میں چکر لگاتے ہوئے اہلِ ذکر کو تلاش کرتے ہیں۔ جب کسی قوم کو اللہ کے ذکر میں پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو ندا دیتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ فرمایا، وہ فرشتے اس مجلس کو اپنے پروں کے ساتھ آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ پھر فرمایا، ان کا رب عزوجل ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جاننے والا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں، آپ کی عظمت و بزرگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں قسم بخدا انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کی حالت کیا ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اگر وہ لوگ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے بھی زیادہ عبادت وعظمت اور بزرگی کا اظہار کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ آپ سے جنت کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں قسم بخدا: انہوں نے اس کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس سے بھی زیادہ اس کے طالب اور رغبت رکھنے والے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، جہنم کی آگ سے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں، قسم بخدا! انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو ان کی کیا حالت ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، کہ اگر وہ دیکھ لیتے تو اس سے بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور خوفزدہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔ ایک فرشتہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے، کہ فلاں آدمی تو ان میں سے نہیں ہے۔ وہ تو اپنے کسی کام کے لیے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ان اہلِ مجلس کا ہم نشین کبھی بد بخت نہیں ہوسکتا۔ (بخاری)

اس حدیث پاک میں مجالس ذکر، اہلِ ذکر اور ذکر کے لیے اجتماع کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہلِ ذکر کا ہم نشین بھی ان نوازشات میں شامل ہوتا ہے جن کو رب کریم اہلِ مجالس پر نازل فرماتا ہے۔ اگرچہ وہ اصل ذکر میں شامل نہ ہو لیکن اہلِ ذکر کی ہم نشینی کے باعث وہ خوش بخت بن جاتا ہے۔ کیونکہ جو کسی کی معیت اختیار کرتا ہے بشرطیکہ اس کی نیت صحیح ہو تو اس کا شمار بھی انہیں میں ہوتا ہے۔

3۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا، قالوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ما ریاض الجنة؟ قال، حلق الذکر** (ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم باغات جنت کے قریب سے گزرو، تو اس میں سے کچھ کھالیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! باغاتِ جنت سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، محافلِ ذکر۔

4۔ حضور ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لیبعثن اللّٰہ اقواما یوم القیامہ فی وجوھھم النور علی منابر اللولو، یغبطھم الناس، لیسوا بانبیاء ولا شھداء، قال اعرابی علی رکبتیہ، قال، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلھم لنانعرفھم قال ھم المتحابون فی اللّٰہ من قبائل شتی و بلا دشتی یجتمعون علی ذکر اللّٰہ یذکرونہ (طبرانی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو اس حال میں اُٹھایا جائے گا کہ ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے اور وہ

موتیوں کے منبروں پر براجمان ہوں گے۔ لوگ ان پر رشک کریں گے۔ یہ نہ تو انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہداء۔
راوی فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر ایک بدو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہمیں ان کا حلیہ بیان کیجئے تا کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ مختلف قبائل اور علاقوں سے جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

5۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے کسی راستہ سے گزر رہے تھے کہ آپ ﷺ کا گزر جمدان پہاڑ کے قریب سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جمدان پہاڑ ہے مفردون سبقت لے گئے'' ، عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ مفردون کون ہیں؟ فرمایا: ''اللہ سے محبت کرنے والے۔ اللہ کا ذکر ان کے بوجھوں (گناہوں) کو اتار دے گا۔ اور وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گے۔

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ذکر کے انتہائی حریص اور مشتاق ہوتے ہیں۔ اس پر مواظبت اختیار کرتے ہیں۔ انہیں جو کچھ بھی کہا جائے۔ یا ان سے جو کچھ بھی سلوک کیا جائے۔ تو اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ (مسلم۔ ترمذی)

6۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الا انبئکم بخیر اعمالکم واز کاھا عند ملیکم وارفعھا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذھب والورق۔ وخیرلکم من ان تلقوا عدو کم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم؟ قالو، بلی، قال: ذکر اللّٰہ فقال: معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ ماشیئی انجی من عذاب اللّٰہ۔** (ترمذی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں تمہارے افضل ترین عمل کے بارے میں آگاہ نہ کردوں جو تمہارے رب کے نزدیک زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجات کو بلند کرنے والا ہے۔ اور تمہارے سونا اور چاندی کے خرچ کرنے سے بھی زیادہ افضل ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ بہتر ہے کہ تم دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرو۔ تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہاں! ضرور بتایئے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذکرِ الٰہی سے بڑھ کر عذابِ خداوندی سے بچانے والی کوئی چیز نہیں۔

7۔ حدیث قدسی ہے: **انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی، فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی، وان ذکرنی فی ملا ذکرته فی ملاخیر منھم، وان تقرب الی اشبر اتقربت الیه ذراعا، وان تقرب الی ذراعا تقربت الیه باعا، وان اتانی یمشی اتیته ھروله۔**

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندہ سے ویسا ہی سلوک کرتا ہوں جیسا وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو اسے میری معیت حاصل ہوتی ہے۔ اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرے تو میں بھی اسی طرح اسے یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میرا ذکر کسی مجلس میں کرے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر مجلس میں کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو میں ایک ذراع اس سے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ ایک ذراع میرے قریب آئے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ چل کر میری بارگاہ میں حاضر ہو تو میری رحمت دوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (مسلم، کتاب الذکر۔ بخاری، کتاب التوحید۔ ترمذی، کتاب الدعوات)

8۔ **عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: یقول اللّٰہ عزوجل یوم القیامه: سیعلم اھل الجمع من اھل الکرم، فقیل ومن اھل الکرم یا رسول اللّٰہ ﷺ! قال! اھل مجالس الذکر فی المساجد** (مسند امام احمد۔ ابویعلی۔ صحیح ابن حبان۔ سنن بیھقی)

حضرت ابو سعید خدری رضی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ آج تمام لوگ جان جائیں گے کہ اہل کرم کون ہیں! عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! اہلِ کرم کون لوگ ہیں؟ تو ارشاد فرمایا، مسجدوں میں محافلِ ذکر کا

انعقاد کرنے والے۔

9- **عن انس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ، قال: مامن قوم اجتمعوا یذکرون اللہ عزوجل لا یریدون یذلک الاوجھہ، الاناداہ منادمن السماء ان قوموا مغفورا لکم وقد بدلت سیئاتکم حسنات**

(مسند امام احمد بن حنبل۔ مجمع الزوائد، ج10، ص76)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ جو قوم بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے جمع ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ آسمان سے ایک منادی ایک ندا دیتا ہے کہ تم اس مجلس سے اس حال میں اٹھو کہ تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا جائے گا۔

10- **عن ثابت رضی اللہ عنہ، کان سلیمان رضی اللہ عنہ فی عصابہ یذکرون اللہ فمر النبی ﷺ فکفوا فقال: ماکنتم تقولون؟ قلنا نذکراللہ قال: انی رایت الرحمۃ نزل فاحببت ان اشارککم فیھا، ثم قال الحمد للہ الذی فعل فی امتی من امرت ان اصبر نفسی معھم۔** (مسند امام احمد۔ حاکم)

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی ایک جماعت میں ذکر کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے دیکھا کہ رحمت نازل ہو رہی ہے۔ میں نے بھی چاہا کہ میں تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں۔ پھر فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ جس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا فرمایا جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا کہ میں ان کے ساتھ بیٹھوں۔ (الحدیث)

11- **عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ ﷺ یقول الرب تبارک و تعالیٰ: من شغلہ قراءۃ القرآن و ذکری عن مسئالتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین**(ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس شخص کو تلاوت قرآن اور میرے ذکر (میں مصروفیت) نے مجھ سے سوال کرنے سے روک دیا، تو اس کو میں سوال کرنے والوں سے بھی زیادہ عطا کرتا ہوں۔

اس کے علاوہ بھی ذکر کی فضیلت، اس کے لیے اجتماع اور ذکر جہری و سری کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔

یادِ الٰہی سے غافل ہونے پر اور گناہوں کی کثرت کی وجہ سے انسان کا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ وہ نفسانی و دنیوی خواہشات کی بدولت اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًاo کہف[18:28]

اور تو اس شخص کی اطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہےo

جب ایسے انسان کو استغفار اور ذکرِ الٰہی کی توفیق نصیب ہوتی ہے تو اس کے دل کا زنگ اتر جاتا ہے۔ دل کی تاریکیاں، نورِ ہدایت میں بدل جاتی ہیں اور اسے معرفتِ الٰہی نصیب ہو جاتی ہے۔

ذکرِ سری و ذکرِ جہری:۔ انسان کو خلوت اور جلوت میں اپنی روحانی و قلبی کیفیت اور موقع محل کی مناسبت سے آہستہ آواز سے ذکر (ذکرِ سری) یا بلند آواز سے (ذکرِ جہری) کرتے رہنا چاہیے۔ اگر ریاکاری یا کسی کو تکلیف پہنچنے یا کسی کے بے آرام ہونے کا اندیشہ ہو تو ذکرِ سری افضل ہے۔ اگر ایسا کوئی اندیشہ نہیں تو ذکرِ جہری افضل ہے۔ قرآن وحدیث میں دونوں اقسام کے ذکر کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔

ذکرِ سری وذکرِ جہری کے بارے میں ارشاداتِ باری تعالیٰ

1۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ الاعراف[7:55]

تم اپنے رب سے گڑگڑا کر اور آہستہ (دونوں طریقوں سے) دعا کیا کرو، بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۝

2۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝
الاعراف[7:205]

اور اپنے رب کا اپنے دل میں ذکر کیا کرو عاجزی وزاری اور خوف وآہستگی سے اور میانہ آواز سے پکار کر بھی (جہر سے نہیں)، صبح وشام (یادِ حق جاری رکھو) اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤ ۝

3۔ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ مریم[19:3]

جب انہوں نے اپنے رب کو (ادب بھری) دبی آواز سے پکارا ۝

ذکرِ سری وذکرِ جہری کے بارے میں مزید احادیث وآثار:۔

1۔ قال ابن الادرع رضی اللّٰہ عنہ انطلقت مع النبیﷺ لیلہ، فمر برجل فی المسجد یرفع صوتہ، قلت: یا رسول اللّٰہﷺ! عسی ان یکون مرائیا۔ قال: لا ولکنہ اواہ (رواہ البیہقی)

''حضرت ابن ادرع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک رات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ کا گزر ایک ایسے آدمی سے ہوا جو مسجد میں با آواز بلند ذکر کر رہا تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ممکن ہے کہ یہ شخص ریاکار ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ وہ تو انتہائی مخلص اور رقیق القلب ہے۔ (الحدیث)

2۔ قال: ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبہ کان علی عہد النبیﷺ۔ قال ابن عباس کنت اعلم اذا انصر فوابذلك ء اذا سمعتہ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں فرضی نمازوں کے بعد ذکر بالجہر معروف تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں ذکر کی آواز سنتا تو مجھے معلوم ہو جاتا کہ لوگ نماز سے واپس آ رہے ہیں۔ (الحدیث)۔

3۔ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

خیر الذکر خفی و خیر الرزق مایکفی۔

بہترین ذکر، ذکر خفی ہی ہے، اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرے۔

4۔ عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال، قال رسول اللّٰہﷺ ان اللّٰہ سیارہ للملائکۃ یطلبون حلق الذکر، فاذااتواعلیہم حفوابہم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتوں کی ڈیوٹی ہے کہ وہ اہل ذکر کے حلقوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اصحابِ ذکر کی محفل ملنے پر اسے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (الحدیث)

ذکرِ مقید:۔ قرآن وحدیث میں ذکرِ مقید کا بھی حکم ہے اور ذکرِ مطلق کا بھی۔ ذکرِ مقید سے مراد وہ ذکر ہے جس کا وقت، جگہ اور بعض صورتوں میں تعداد مقرر کی گئی ہو۔ مثلاً بعد از نماز تسبیح وتحمید اور تکبیر کا ذکر، مرغ کی اذان، گدھے کی آواز سنتے وقت مخصوص دعائیں، مرض میں مبتلا کسی شخص کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا و دیگر اذکار۔

ذکرِ مقید کے بارے میں احادیث:۔

1۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ 33 مرتبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور 33 مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا ان کو جمع کرنے سے 99 کا ہندسہ بنتا ہے اور 100 مکمل کرنے کے لیے لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسلم)

2۔ **عن سعد بن وقاص رضی اللّٰہ عنه قال، کنا عند رسول اللّٰہ ﷺ فقال: ایعجز احدکم ان یکسب احدیوم الف حسنه فسائله سائل من جلسائه کیف یکسب احد ناالف حسنه قال: یسبح مائه تسبیحۃ فتکتب له الف حسنه او تحفظ عنه الف خطیئه ...... (المسلم)**

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک روزانہ ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، ہم نیکیاں کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ فرمایا: جو سو مرتبہ تسبیح پڑھے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی یا ہزار گناہ مٹا دیئے جائیں گے......(الحدیث)

3۔ **عن الاغر بن یسار المزنی رضی اللّٰہ عنه قال، قال رسول اللّٰہ ﷺ یا ایھا الناس! توبوا الی اللّٰہ واستغفروہ فانی اتوب فی الیوم مائة مرة ......(مسلم)**

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ کی طرف رجوع کرو، اور اس سے مغفرت طلب کرو۔ میں دن میں سو مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرتا ہوں۔ (الحدیث)

4۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دن میں سو مرتبہ پڑھا، "لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ"۔ تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، سو گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، اس دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور اس سے افضل کسی کا عمل نہیں ہوتا۔ مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ اس کلمے کا ورد کرے"......(بخاری۔ مسلم)

ذکرِ مطلق:۔ ذکرِ مطلق سے مراد وہ ذکر ہے جس میں زمان ومکان، قیام وقعود اور تعداد کی پابندی نہ ہو۔

ذکرِ مطلق کے بارے میں ارشاداتِ خداوندی:

1۔ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْالِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِo بقرہ[2: 152]

سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔

2۔ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ انبیاء:[21:20]

وہ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں صبح وشام اکتاتے نہیں۔

3۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًاoوَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًاo الاحزاب[33:41-42]

اے ایمان والو! یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے اور اس کی پاکی بیان کیا کرو صبح وشام۔

4۔ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًاo الاحزاب[33:35]

اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ نے اِن سب کے لیے بخشش اور عظیم اجر تیار فرما رکھا ہےo

آیات بینات کے علاوہ اور بھی کثیر آیات ہیں جو مطلق ذکر اللہ کی کثرت کی داعی ہیں۔ اور جبکہ زمان ومکان کی کوئی قید نہیں۔ جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے تمام احوال واوقات میں ذکر کا حکم فرمایا ہے۔

ذکرِ مطلق کے بارے میں حدیث نبوی ﷺ:

فقدروی عبداللّٰہ بن بسر رضی اللّٰہ عنہ ان رجلا قال، یا رسول اللّٰہ ﷺ ان شرائع الاسلام قد کثرت علی، فاخبرنی بشیء اتشبث بہ قال لا یزال لسانک طبامن ذکرک (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کے کثیر احکام ہیں مجھے کوئی ایسا حکم بتائیں جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں۔ فرمایا: تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

ترکِ ذکر پر تنبیہ:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک کے ذریعے تارکینِ ذکر کو تنبیہ فرمائی ہے جس طرح کہ مشائخ عظام نے بھی اپنے مریدین کو ترکِ ذکر پر خبردار کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

1۔ **وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌo وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَo** الزخرف[43:36-37]

اور جو شخص (خدائے) رحمان کی یاد سے صرفِ نظر کرلے تو ہم اُس کے لیے ایک شیطان مسلّط کر دیتے ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ جڑا رہتا ہےo اور وہ (شیاطین) انہیں (ہدایت کے) راستہ سے روکتے ہیں اور وہ یہی گمان کیے رہتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیںo

2۔ منافقین کی مذمت میں ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًاo النساء[4:142] اورنہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑی دیر۔

3۔ **وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰىo** طٰہٰ[20:124]

اور جس نے میرے ذکر (یعنی میری یاد اور نصیحت) سے روگردانی کی تو اس کے لیے دنیاوی معاش (بھی) تنگ کر دیا جائے گا اور ہم اسے قیامت کے دن (بھی) اندھا اٹھائیں گےo

4۔ **وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَo** لا

الاعراف[7:205]

اور اپنے رب کا اپنے دل میں ذکر کیا کرو عاجزی و زاری اور خوف و آہستگی سے اور میانہ آواز سے پکار کر بھی (جہر سے نہیں)، صبح و شام (یادِ حق جاری رکھو) اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤo

احادیث رسول ﷺ

1۔ **عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ، مامن قوم یقومون من مجلس لا یذکرون فیہ اللّٰہ الا قاموا عن مثل جیفہ حمار و کان علیھم حسرۃ یوم القیامہ۔**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی قوم اللہ کے ذکر کے بغیر مجلس سے اُٹھتی ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے مردار گدھے سے اٹھتے ہیں۔ اور قیامت کے دن انہیں حسرت ہوگی۔ (الحدیث)

2۔ **عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ من قعد مقعدا لم یذکر اللّٰہ فیہ کان علیہ من اللّٰہ ترۃ۔ ومن اضطجع مضطجعا لا یذکر اللّٰہ فیہ کان علیہ من اللّٰہ ترۃ۔ ومامشی احد ممشی لا یذکر اللّٰہ فیہ الاکان علیہ من اللّٰہ ترۃ۔** (ابوداؤد، النسائی، احمد، صحیح ابن حبان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھا جس میں اس نے اللہ کا ذکر

نہ کیا تو اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی اور جو شخص کسی بستر پر لیٹا اور اللہ کا ذکر نہ کیا، اسے اس پر حسرت رہے گی۔ اور جو شخص کسی راستے پر چلا، اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو اسے بھی اس پر حسرت رہے گی۔ (الحدیث)

3۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ ماجلس قوم مجلسالم یذکراللّٰہ فی ولم یصلوا علی نبیهم الاکان علیهم ترہ فان شاء عذبهم وان شاء غفرلهم۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھی اور اس نے نہ تو اللہ کا ذکر کیا، اور نہ ہی اپنے نبی پاک ﷺ پر درود بھیجا۔ انہیں اس پر حسرت وندامت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو عذاب دے دے، اور اگر چاہے تو بخش دے۔

4۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہلِ جنت ان اوقات پر حسرت کریں گے جن میں انہوں نے ذکر نہیں کیا تھا۔

ذکر کے آداب:

حضرت شیخ عبدالقادر عیسیٰ الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے موضوع پر اپنی مستند اور جامع کتاب ''تصوف کے روشن حقائق'' میں انفرادی واجتماعی ذکر کے آداب تحریر فرمائے ہیں جن کی پابندی سے طالبِ مولیٰ احسن طریقے سے ذکر وفکر کا فریضہ سرانجام دینے کی کوشش کرسکتا ہے۔

انفرادی ذکر کے آداب:

1۔ ذاکر کو چاہیے کہ صفاتِ کاملہ کا جامع ہو۔ اگر وہ بیٹھ کر ذکر کررہا ہو تو اسے چاہیے کہ قبلہ جانب منہ کرے۔

2۔ اپنے سر کو جھکا کر بڑے سکون ووقار کے ساتھ بحالت عاجزی وانکساری ذکر کرے۔ اگر اس حالت کے علاوہ کسی حالت میں ذکر کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے اور کوئی کراہت نہیں۔ لیکن بلا عذر اس حالت کو ترک کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

3۔ مجلسِ ذکر صاف اور شور وغل سے خالی ہو۔ کیونکہ یہی ذکر اور مذکور کے احترام کے لیے موزوں ہے۔

4۔ ذکر تمام احوال میں محبوب وپسندیدہ ہے اور ذکر سے مراد حضورِ قلب ہے۔ ذاکر کو چاہیے کہ وہ اس بات کا خیال رکھے اور ذکر کے معانی میں غور وفکر کرے۔ اگر وہ استغفار کررہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ قلبی طور پر اللہ تعالیٰ سے توبہ ومغفرت کا طالب ہو اور اگر وہ نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے قلب میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت کو اجاگر کرے اور اگر وہ نفی واثبات (یعنی لا الہ الا اللہ) کا ذکر کررہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی ہر شے کی نفی کرے۔

5۔ بہر حال ذاکر کو چاہیے کہ عدم حضورِ قلب کی وجہ سے ذکر کو ترک نہ کرے۔ بلکہ اپنی زبان کے ساتھ ذکر اللہ کرتا رہے اگرچہ دل غافل ہی ہو کیونکہ ذکر سے انسان کا غافل ہونا اللہ تعالیٰ سے کلیتہً اعراض کرنے کے مترادف ہے۔ زبان کو ذکر میں مشغول کرنا، اطاعتِ خداوندی میں مصروف رکھنا ہے۔ اور اگر لسانی ذکر کو بھی ترک کردیا جائے تو زبان، غیبت، چغل خوری اور اس طرح کے دیگر معاصی میں مبتلا ہوجاتی ہے۔

ابن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ذکر اللہ میں حضور قلبی حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ذکر کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ تیرا اس کے ذکر سے کلیتہً غافل ہونا اس کے ذکر میں عدم حضورِ قلب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے غفلت والے ذکر سے بیداری کے ذکر کی طرف، اور بیداری کے ذکر سے حضور قلب کی طرف، اور پھر حضورِ قلب سے ایسے ذکر کی طرف منتقل کردے جس میں اللہ کے سوا کسی اور چیز کا تصور تک نہ ہو اور ایسا کرنا خدا کے لیے مشکل نہیں ہے۔ (1)

المختصر یہ کہ انسان لسانی ذکر کو جاری رکھے یہاں تک کہ اس کا دل کھل جائے، اور پھر اللہ کی بارگاہ میں حضوری حاصل ہوجائے۔

اجتماعی ذکر بالجہر کے آداب: اجتماعی ذکر بالجہر سے پہلے، ذکر کے دوران اور ذکر کے بعد درج ذیل آداب بجالانے چاہئیں:

1۔قبل از ذکرظاہری آداب: یہ درج ذیل ہیں:

1۔ کپڑے پاک ہوں۔2۔ باوضو ہو۔3۔خوشبو وغیرہ لگائے۔4۔حرام کی غذااور کمائی سے محفوظ ہو۔

2۔قبل از ذکر باطنی آداب:

یہ بھی مختلف قسم کے آداب ہیں۔

i۔ سچی توبہ کے ساتھ اپنے دل کو پاک کرے۔

ii۔ تمام امراض قلبیہ سے نجات حاصل کرے۔

iii۔ اپنی قوت پر بھروسہ نہ کرے۔

iv۔ انتہائی عاجزی وانکساری سے اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان پر بھروسہ کرتے ہوئے بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہو۔

دوران ذکرظاہری آداب:

1۔ اگرلوگ پہلے سے بیٹھے ہوئے ہیں تو جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے،اوراگرکھڑے ہوں توان کے پیچھے کھڑے ذکر میں مشغول ہوجائے،حتیٰ کہ اس کے قریب والے ساتھی اس کے لیے حلقے میں وسعت پیدا کردیں تاکہ وہ ان کے درمیان داخل ہوکرنظم وضبط سے ذکرکرسکے۔

2۔ اگر بسبب عذر،حلقہ ذکر سے نکلنے کاارادہ کرے تواپنے دونوں اطراف سے ذاکرین کوملادے تاکہ حلقہ ذکر میں انقطاع نہ ہو۔

3۔ ذاکرکو چاہیے کہ اپنے اصحابِ ذکر کے ساتھ موافقت کرے نہ کہ ان کی مخالفت۔ان کی آوازوں میں اپنی آواز کومخفی کرنے کی کوشش کرے تاکہ ان کے ساتھ گھل مل جائے۔

4۔ اپنی آنکھوں کو بند رکھے تاکہ بارگاہِ خداوندی میں حضورِقلب کے لیےکوئی رکاوٹ نہ ہو۔

دورانِ ذکر باطنی آداب:

1۔ شیطانی وساوس اورنفسانی خواطرکودورکرنے کے لیے مجاہدہ کرے۔

2۔ اپنے دل کوامورِدنیامیں مشغول نہ کرے۔

3۔ اپنے دل کی ہمت کے ساتھ ذکر میں حضوری کی کوشش کرے۔بارگاہ ایزدی سے حاصل ہونے والے انوار وتجلیات کے لیے ہمہ تن تیار ہوجائے۔

بعدازذکرظاہری آداب:

1۔ ذکر کے بعد قرآن کریم کی تلاوت،پندونصائح اورارشاداتِ شیخ کوغور سے سنےاورشیخ کی نصیحت اورفرمان اوراس کی تفصیل کی طرف توجہ کرے۔

2۔ جب تک مجلس ذکر میں موجود رہےتو کسی قسم کی دنیاوی گفتگو نہ کرے۔

3۔ خلافِ آداب ہرعمل سے پرہیز کرے۔

4۔ بعدازاختتام محفل ذکرودعا،اپنے شیخ اور پیر بھائیوں سے مصافحہ یاہاتھ چوم کرسلام کرے۔

بعدازذکر باطنی آداب:

ذکر کے بعد باطنی آداب درج ذیل ہیں:

1۔ اس کادل مختلف خواطر سے الگ اورالتفاتِ غیر سے محفوظ رہے۔اوروہ عطائے خداوندی کاانتظار کرتا رہے۔

2۔ کمرہمت باندھ کرپختہ ارادہ اورعزم مصمم کرلے کہ وہ اس کے معاً بعدکی مجالس میں ضرور جائے گا۔

ذکر کے فوائد:۔ ہرقول وفعل جس سے مقصود رضائے الٰہی ہو ذکر کہلاتا ہے۔نماز،تلاوتِ قرآن،تسبیح،دعاء،شکراوراطاعت سب ذکر

ہیں۔ حیاتِ دنیوی کا ہر ایک لمحہ دائمی وابدی قدر و قیمت کا حامل ہے۔ اس لیے اس عارضی حیات میں کیے گئے ذکرِ الٰہی پر مشتمل ہر لمحہ دائمی و ابدی فوز و فلاح اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے بے حد وحساب قدر و قیمت کا حامل ہے۔ قرآن وحدیث اور اولیائے عظام کے ارشادات کی روشنی میں، ذکر وفکر کے فوائد درج ذیل ہیں:

01۔ سب سے بہتر عمل ذکرِ الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ذکرِ الٰہی ہے، بلند درجات پر فائز کرنے والا عمل ذکرِ الٰہی ہے، سونا اور چاندی خرچ کرنے (صدقہ) سے افضل عمل، ذکرِ الٰہی ہے، جہاد سے افضل عمل، ذکرِ الٰہی ہے اور سب سے زیادہ عذاب سے بچانے والا عمل، ذکرِ الٰہی ہے۔ ذکرِ الٰہی روح کی غذا ہے۔ ذکرِ الٰہی شفا ہے۔ اس سے دل میں ایمان سرسبز وشاداب رہتا ہے۔ اس سے حاصل ہونے والی لذت کسی اور نعمت میں نہیں ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور رضا حاصل ہوتی ہے۔ اس سے ذاکر مقامِ ولایت پاتا ہے۔ (ذکرِ الٰہی، ص592)

02۔ جو رات کو عبادت نہیں کر سکتا، مال خرچ نہیں کر سکتا اور دشمن سے جہاد نہیں کر سکتا اسے چاہئے کہ وہ کثرت سے ذکرِ الٰہی کرے۔ (ذکرِ الٰہی، ص600)

03۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر روزانہ صدقہ فرماتا ہے، ذکرِ الٰہی کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے افضل صدقہ ہے۔ (ذکرِ الٰہی، ص604)

04۔ عالم، متعلم، ذکرِ الٰہی اور جس سے اللہ تعالیٰ دوستی ومحبت فرمائے، کے علاوہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب لعنت کے داغ سے داغدار ہے۔ (ذکرِ الٰہی، ص604)

05۔ جسے شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان، مصائب پر صبر کرنے والا جسم اور بیوی جو شوہر پر اپنی جان میں اور اس کے مال میں خیانت نہ چاہے، عطا کی گئی اسے دنیا وآخرت میں خیر وبھلائی عطا کر دی گئی۔ (ذکرِ الٰہی، ص604)

06۔ افضل الایمان اللہ کے لیے محبت کرنا، اللہ کے لیے نفرت کرنا اور زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگائے رکھنا اور لوگوں کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرے اور لوگوں کے لئے وہی ناپسند کرنا جو اپنے لیے ناپسند کرے۔ (ذکرِ الٰہی، ص604)

07۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ تواضع اختیار کرتا ہے، اپنے سے علائقِ دنیا منقطع کر دیتا ہے اور ماسویٰ اللہ سے منہ موڑ کر اس کے ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے۔ (ذکرِ الٰہی، ص607)

08۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا نور نصیب ہوتا، اسے اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے، ہر طرح کے دشمن اور شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ ایسا شخص بہترین جلیس اور ہم نشین ثابت ہوتا ہے۔ اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آ جاتا ہے۔ اس کی گفتگو نیک اعمال میں اضافہ کر دیتی ہے اور اس کا عمل آخرت یاد دلا دیتا ہے۔ (ذکرِ الٰہی، ص607)

09۔ قیامت والے دن، دنیا میں مل کر ذکرِ الٰہی کرنے والوں کے چہرے کا نور دیکھنے والوں کی نظروں پر چھا رہا ہوگا۔ ان کے مقام اور قربِ الٰہی کی وجہ سے انبیاء وشہداء ان پر رشک کر رہے ہوں گے۔ (ذکرِ الٰہی، ص601)

10۔ شجر وحجر ذکرِ الٰہی کرنے والے کے منتظر رہتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے پوچھتے رہتے ہیں کہ کیا قریب سے کوئی ذکر کرنے والا گزرا ہے۔ شجر وحجر اپنے قریب ذکرِ الٰہی کرنے والے کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور وہ قیامت والے دن اس امر کی گواہی دیں گے۔ اس لیے اہلِ حق کو نصیحت ہے کہ وہ ہر جگہ، شجر وحجر کے پاس جہاں بھی ممکن ہو ذکرِ الٰہی کریں۔ (ذکرِ الٰہی، ص603)

11۔ جو مسلمان رات باوضو ہو کر ذکرِ الٰہی کرتے کرتے سو جائے پھر رات کو پہلو بدلتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی جو بھی بھلائی مانگے وہ عطا فرما دیتا ہے۔ (ذکرِ الٰہی، ص603)

12۔ جو رات کو خود اٹھے، اپنے اہلِ خانہ کو اٹھائے، پھر اکٹھے دو رکعت ادا کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مردوں اور بہت زیادہ یاد کرنے والی عورتوں میں لکھے جاتے ہیں۔ (ذکرِ الٰہی، ص609)

13۔ نمازِ فجر کے بعد بیٹھ کر طلوعِ آفتاب تک کسی جماعت کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرنا نسلِ اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ

محبوب ہے اور اسی طرح نمازِ عصر کے بعد بیٹھ کر غروبِ آفتاب تک کسی جماعت کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرنا چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (ذکرِ الٰہی، ص604)

14۔ ذکرِ الٰہی اس محبت کا سبب ہے جو روحِ اسلام ہے۔ دین کا مرکز ہے اور اس پر سعادت و نجات کا دارومدار ہے۔

15۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب بنایا ہے اور دائمی ذکر کو اپنی محبت کا سبب بنایا ہے۔ جو اللہ کی محبت کو حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس کے ذکر میں مشغول ہو جائے۔ اور ذکر ہی محبت کا دروازہ ہے اور اس کی سب سے بڑی علامت اور مضبوط راستہ ہے۔ ذکر ذاکر کو مراقبہ کا اہل بنا دیتا ہے یہاں تک کہ اسے مقامِ احسان تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے غافل کبھی بھی مقامِ احسان کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جس طرح آدمی ایک جگہ پر بیٹھ کر گھر نہیں پہنچ سکتا۔

16۔ ذکرِ الٰہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بکثرت رجوع کا سبب ہے۔ جو شخص ذکر کے ساتھ اس کی بارگاہ میں بکثرت رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تمام احوال میں اس کے دل کو اپنی طرف مائل کر دیتا ہے اور مصائب و آلام میں اس کے دل کا قبلہ و کعبہ اور ملجا و ماویٰ خداوند قدوس کی ذات ہی ہوتی ہے۔

17۔ یہ رب قدوس کے قرب کا اہل بنا دیتا ہے اور جس قدر وہ اس کا ذکر کرتا ہے اس قدر اسے قرب حاصل ہوتا ہے۔

18۔ اس پر معرفت کا عظیم دروازہ کھل جاتا ہے جس قدر زیادہ ذکر کرتا ہے اسی قدر اسے معرفتِ خداوندی حاصل ہوتی ہے۔

19۔ ذاکر پر اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور جلال طاری کرتا ہے۔ بخلاف غافل کے کہ اس کے دل پر حجاب ہوتا ہے۔

20۔ ذکرِ الٰہی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ذاکر کو اللہ تعالیٰ یاد کرنے لگ جاتا ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: (اُذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ)۔ اس طرح ذکرِ الٰہی کی بدولت ذاتِ باری تعالیٰ سے روحانی رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

حدیثِ قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جو میرا ذکر نماز میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر افضل گروہ میں کرتا ہوں۔

21۔ یہ حیاتِ قلب کا باعث ہے۔ دل کے لیے ذکر ایسے ہے جیسے مچھلی کے لیے پانی، اور مچھلی جب پانی سے جدا ہو تو اس کی کیا حالت ہوگی۔

22۔ دل کے زنگ کو دور کرتا ہے۔ ہر چیز کو زنگ لگتا ہے اور دل کا زنگ غفلت اور خواہشاتِ نفسانیہ ہیں۔ ذکر، توبہ اور استغفار سے زنگ دور ہو جاتا ہے۔

23۔ خطا کو ختم کر دیتا ہے کیونکہ نیکیاں خطاؤں کو ختم کر دیتی ہیں اور ذکر بہت بڑی نیکی ہے۔

24۔ یہ ذکر بندہ و رب کے درمیان اجنبیت کو زائل کر دیتا ہے کیونکہ بندہ اور رب کے درمیان اجنبیت صرف ذکر سے ہی دور ہو سکتی ہے۔

25۔ جب بندہ خوشحالی کے دنوں میں رب قدوس کو یاد رکھتا ہے تو تنگی کے ایام میں اللہ تعالیٰ اس کی خبر گیری کرتا ہے۔ ایک اثر روایت کی گئی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور ذکر کرنے والے بندے کو جب کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے یا بارگاہِ الٰہی میں کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں: ''اے پروردگار! یہ تو معروف بندے کی جانی پہچانی آواز ہے'' جب غافل اور ذکر اللہ سے اعراض کرنے والا دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ''یہ کسی اجنبی بندے کی نامانوس آواز ہے''۔

26۔ اللہ کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ذکر اللہ سے بڑھ کر عذابِ الٰہی سے نجات دلانے والا کوئی عمل نہیں۔

27۔ یہ ذکر نزولِ رحمت اور سکون و اطمینان کا سبب ہے۔ ذاکر کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے گھیر لیتے ہیں جیسا کہ اس مفہوم کی حدیث گزر چکی ہے۔

28۔ ذکرِ الٰہی زبان کو غیبت، چغل خوری، جھوٹ، فحش اور باطل کلام سے محفوظ کرنے کا سبب ہے۔ کیونکہ بندہ کلام اور گفتگو کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر اللہ کا ذکر نہیں کرے گا تو اس کی زبان ان لغویات میں مشغول ہو جائے گی۔ زبان کو ان سے محفوظ کرنے کا طریقہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ یہ آزمودہ چیز ہے کہ جس نے اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کا عادی کر لیا اس نے اس کو باطل اور لغو کلام سے محفوظ کر لیا اور جس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول نہ ہوئی وہ باطل اور لغو کلام میں واقع ہو گئی۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

29۔ بے شک محافلِ ذکر، اللہ کے فرشتوں کی محافل ہیں۔لغواور باطل امور کی مجالس شیطان کی مجالس ہیں۔ بندے کوان دونوں سے جو اچھی لگے اسے اختیار کرلے۔ وہ دنیا وآخرت میں اپنی اختیار کردہ محفل کے ساتھ رہے گا۔

30۔ ذکر، ذاکراوراس کے ہم نشین کی سعادت مندی کا باعث ہے۔ وہ جہاں بھی ہوگا۔اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا مرکز ہوگا۔اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت غافل اوراس کے ہم نشین کی بدبختی کا سبب ہے۔

31۔ ذکر قیامت کے دن بندے کوندامت اورحسرت سے بچاتا ہے کیونکہ ہر وہ مجلس جس میں بندہ اپنے رب کا ذکرنہیں کرتا وہ اس کے لیے بروزِ قیامت حسرت کا باعث ہوگی۔

32۔ دورانِ ذکرخلوت میں رونا، یومِ محشر ظلِ الٰہی کےحصول کا سبب ہے۔

33۔ مشغولیتِ ذکر، اللہ تعالیٰ کے جودوکرم میں اضافے کا ذریعہ ہے۔

34۔ ذکرافضل ترین عبادت ہونے کے باوجودآسان ترین عبادت ہے کیونکہ حرکت لسان باقی اعضاء کی حرکت سے ہلکی اورسہل ترین ہے۔

35۔ ذکر جنت کا پودا ہے۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ لقیت لیلة اسری بی ابراھیم الخلیل فقال یا محمد اقری امتك السلام و اخبرھم ان الجنة طیبة توبتھا، عذبه الماء وانھا قیعان وان غیر اسھا سبحان اللّٰه والحمد اللّٰه ولا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اسراء کی رات میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملا۔انہوں نے فرمایا: اے محمد ﷺ! اپنی امت کومیرا اسلام کہنا اورانہیں بتانا کہ جنت کی مٹی بڑی عمدہ اور پانی بڑا میٹھا ہےاور یہ خالی میدان ہےاوراس کے پودے سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر ہیں۔

36۔ ذکر پر مرتب ہونے والا افضل واحسان ہرعمل سے بڑھ کر ہے۔صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دن میں سومرتبہ کہا لَاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔اس کودس غلام آزادکرنے کا ثواب ملے گا سونیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی اورسو گناہ مٹادیئے جائیں گے۔شام تک شیطان سے محفوظ ہوجائے گا اوراس سے افضل کسی کا عمل نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ جس نے اس کلمہ کا زیادہ ذکر کیا۔

اورجس نے دن میں سومرتبہ کہا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اس کی خطائیں معاف کردی جائیں گی۔اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔

37۔ سب سے افضل وہ مومن ہے جس کولمبی عمرعطا کی گئی اوراللّٰه اکبر، سبحان اللّٰه، الحمد للّٰه اور لا اله الا اللّٰه کہنے کی توفیق نصیب ہوئی۔(ذکرِالٰہی،ص609)

38۔ ایک سومرتبہ سبحان اللّٰه کہنا اولادِاسماعیل میں سےسوغلام آزادکرنے کے برابر ہے، ایک سومرتبہ الحمد للّٰه کہنا ایک سوزین کسے، لگام ڈالے فی سبیل اللہ گھوڑوں کے برابر ہے، ایک سومرتبہ اللّٰه اکبر کہنا گلے میں قلاوہ ڈالے، بارگاہِ الٰہی میں مقبول قربانی کےسواونٹوں کے برابر ہےاورایک سومرتبہ لا اله الا اللّٰه کہنا آسمان وزمین کے درمیان جگہ کوبھرے ہوئے اجروثواب کے برابر ہے۔(ذکرِالٰہی،ص609)

39۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ کلام وہ ہے جواس نے اپنےفرشتوں کے لئے منتخب فرمایا ہے: سُبْحَانَ رَبِّي وَ بِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ رَبِّي وَ بِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ رَبِّي وَ بِحَمْدِهٖ۔(ذکرِالٰہی،ص611)

40۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ وہ نیکی ہے کہ قیامت کے دن اس کے مقابلہ میں گناہوں کے

ننانوے دفتر خاک ہوجائیں گے۔(ذکرِ الٰہی ،ص604)

41۔ بندہ کہتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَ اَنَا اَكْبَرُ۔ بندہ کہتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ، بندہ کہتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ، بندہ کہتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ۔ جس بیمار نے ان کلمات کو دورانِ بیماری ادا کیا پھر اس کا انتقال ہوگیا تو اسے جہنم کی آگ نہیں کھائے گی۔(ذکرِ الٰہی ،ص601)

42۔ بندہ دائمی ذکر سے اپنے رب کو بھولنے سے محفوظ ہوجاتا ہے اور اپنے پروردگار کو بھولنا، اس کے لیے دنیا و آخرت میں بدبختی کا سبب ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنے رب کو بھول جائے تو وہ اپنی ذات اور اس کے متعلقہ تمام مصلحتوں کو بھول جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ الحشر[59:19]

اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جو اللہ کو بھلا بیٹھے پھر اللہ نے اُن کی جانوں کو ہی اُن سے بھلا دیا (کہ وہ اپنی جانوں کے لیے ہی کچھ بھلائی آگے بھیج دیتے)، وہی لوگ نافرمان ہیں ۝

43۔ ذکر بندے کے عمل کو جاری رکھتا ہے خواہ اپنے بستر میں ہو یا سفر میں، حالتِ صحت میں ہو یا بیماری میں۔ کوئی عبادت ذکر کی مثل نہیں جو تمام اوقات اور احوال کو شامل ہو۔ حتیٰ کہ وہ بندے کی رفتارِ عمل کو جاری رکھتی ہو۔ ذکرِ الٰہی کا عادی بندۂ خدا اپنے بستر پر سویا ہوتا ہے۔ لیکن غافل جاگنے والے سے سبقت لے جاتا ہے، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ۔

44۔ ذکر اصولِ طریقت کی بنیاد اور طریقۂ صوفیا ہے۔ جسے ذکر کی توفیق میسر آجائے اس کے لیے بارگاہِ خداوندی میں حضوری کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے رب کو پالیتا ہے۔ جس نے اپنے رب کو پالیا۔ اس نے ہر چیز کو پالیا۔ اور جو اپنے پروردگار تک رسائی حاصل نہ کرسکا وہ ہر چیز سے محروم ہے۔

45۔ ذکر کے درخت کا ثمرہ معارف اور احوال میں ہے جس کے حصول کے لیے سالکین کوشاں رہتے ہیں۔ ان ثمرات کے حصول کا واحد ذریعہ ذکر کا درخت ہے اور یہ درخت جتنا بڑا، اور اس کی جڑیں جتنی گہری ہوں گی اتنا ہی اس کا ثمرہ عظیم ہوگا۔ ابتدا سے لے کر مقامِ توحید تک تمام مقامات ذکر کا ثمر ہیں اور ذکر تمام مقامات کی اصل اور بنیاد ہے جس طرح دیوار بنیادوں پر اور چھت اس دیوار پر تعمیر ہوتی ہے۔ بندہ جب تک خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہو تو منازلِ سلوک طے کرنا اس کے لیے ممکن نہیں ہے۔ اور بندہ ذکر سے ہی بیدار ہوسکتا ہے۔ اور غفلت دل کی نیند اور موت کا سبب ہوتی ہے۔

46۔ ذاکر مذکور کے قریب ہوتا ہے اور مذکور اس کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ معیتِ خاص ہوتی ہے اور یہ معیت قرب، ولایت، محبت، نصرت، اور توفیق کی معیت ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ نحل[16:128]

بے شک اللہ اُن لوگوں کو اپنی معیتِ (خاص) سے نوازتا ہے جو صاحبانِ تقویٰ ہوں اور وہ لوگ جو صاحبانِ احسان (بھی) ہوں ۝

......وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ انفال[8:66] اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ توبہ[9:40] مت غمگین ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ العنکبوت[29:69]

اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (اور مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں، اور بے شک اللہ صاحبانِ احسان کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے ۝

ذاکر کو اس معیت (قرب) سے وافر حصہ ملتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور جب اس کے ہونٹ میرے ذکر کے لیے حرکت کرتے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے: اہل ذکر میرے ہم نشین ہیں اور میرا شکر کرنے والے میرے فضل واحسان کے اہل ہیں اور میری اطاعت کرنے والے میری جود وسخا کے قابل ہیں اور اپنی نافرمانی کرنے والوں کو مایوس نہیں کرتا۔ اگر وہ توبہ کریں تو میں ان کا حبیب ہوں۔ کیونکہ میں توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ بندوں کو پسند کرتا ہوں۔ اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں ہی ان کا طبیب ہوں۔ ان کو مصائب وآلام میں مبتلا کرتا ہوں تا کہ ان کو گناہوں سے پاک کردوں۔

ذاکر کو حاصل ہونے والی معیت کسی دوسری چیز کے مشابہ نہیں ہوسکتی اور یہ محسن اور متقی سے حاصل ہونے والی معیت سے خاص ہے۔ یہ وہ معیت ہے جس کو الفاظ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ اس کو سمجھنا ذوق پر ہی منحصر ہے۔

47۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ متقی ہے جس کی زبان ہمیشہ ذکر سے تر رہے۔ کیونکہ وہ اس کے اوامر ونواہی سے ڈرتا ہے اور اس کے ذکر کو اپنا شعار بنالیتا ہے تو یہ تقویٰ اس کو جنت میں داخل کردیتا ہے اور جہنم سے نجات دیتا ہے۔ یہ اجر وثواب تو اسے ملے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ذکر قربِ الٰہی کا باعث بھی ہے اور مومن کا یہی مقصود ہے۔

48۔ ذکر قساوتِ قلبی کا خاتمہ کردیتا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ ذکرِ الٰہی سے اپنے دل کی سختی کا علاج کرے۔ ایک آدمی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے دل کی سختی کا شکوہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''ذکرِ الٰہی سے اسے نرم کرو۔ کیونکہ قساوتِ قلبی کا سبب غفلت ہے۔ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو قساوت اس طرح پگھل جاتی ہے جس طرح سیسہ''۔

49۔ ذکر دل کے لیے شفاء اور علاج ہے اور غفلت اس کی بیماری۔ پس بیمار دلوں کی شفا اللہ کا ذکر ہے قال مکحول: ذکر اللّٰہ تعالیٰ شفاء وذکر الناس داء۔ شیخ مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کے ذکر میں شفاء ہے اور لوگوں کا ذکر بیماری کا باعث ہے۔

50۔ ذکر، محبتِ الٰہی کی بنیاد ہے اور غفلت عداوتِ پروردگار کی اصل ہے۔ بندہ اپنے رب کا ذکر کرتے ہوئے اس مقام پر فائز ہوجاتا ہے کہ رب کریم اسے محبت عطا کرکے اپنا دوست بنالیتا ہے۔ اسی طرح جب بندہ اپنے رب سے غافل ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر اسے اپنا دشمن قرار دے دیتا ہے۔ بندے کی اپنے رب سے سخت ترین دشمنی کی علامت یہ ہے کہ وہ اس کے ذکر کو ناپسند اور اس کے ذاکر کو برا جانتا ہے۔ اور اس کا سبب غفلت ہے۔ اور بندہ اسی غفلت کی وجہ سے ذکر اور ذاکرین کو ناپسند کرتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اسے اپنا دشمن بنالیتا ہے۔ جس طرح کہ ذکر کرنے والے کو اپنا ولی بنالیتا ہے۔

51۔ دائمی ذکر کرنے والا مسکراتا ہوا جنت میں داخل ہوگا۔ جس طرح ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الذین لا تزال السنتھم رطبۃ بذکر اللّٰہ عزوجل یدخل احدھم الجنہ۔

وہ لوگ جن کی زبانیں اللہ عزوجل کے ذکر سے تر رہیں گی وہ جنت میں مسکراتے ہوئے داخل ہوں گے۔

52۔ ذکر بندے اور جہنم کے درمیان رکاوٹ ہے۔ جب بندہ اپنے کسی عمل کی وجہ سے جہنم کے راستے کی طرف جائے گا تو ذکر اس کے راستے میں رکاوٹ بن جائے گا۔ ذکر جس قدر دائمی اور کامل ہوگا اسی قدر رکاوٹ مضبوط اور محکم ہوگی کہ اس میں سے کوئی چیز گزر نہ سکے گی۔

53۔ تمام اعمال کا حکم ذکرِ الٰہی کو قائم کرنے کے لیے ہی دیا گیا ہے کیونکہ اصل مقصود ذکر الٰہی ہے جیسا کہ ارشاد رب تعالیٰ ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ طٰہٰ [20:14] میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔

54۔ ذکرِ الٰہی کرنے والا حفاظتِ الٰہی میں آجاتا ہے اور شیطان سے محفوظ و مامون ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے گھر میں داخل ہونے والا شیطان سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے، آیت الکرسی کی تلاوت کرتے ہوئے سونے والا شیطان کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے اور فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

55۔ صدق وخلوص سے بکثرت ذکرِ الٰہی کرنے والا دنیا میں، وقتِ نزع میں، قبر میں، حشر میں، پل صراط پر، غرضیکہ ہر مرحلہ حیات پر بفضلِ تعالیٰ حفظ وامان، سلامتی اور فوز وفلاح پائے گا۔

56۔ ذکرِ الٰہی سے اگر آنکھ سے آنسو نکل آئے تو ایسے آدمی کو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا۔

57۔ ذکرِ الٰہی کرنے والے کے لیے فرشتے جنت میں محلات تعمیر کرتے ہیں۔ اس کے لیے درخت لگاتے ہیں اور ذکرِ الٰہی میں اضافہ کے موافق اس کے لیے جنت میں نعمتوں کا اہتمام کرتے ہیں۔

58۔ ذکرِ الٰہی کرنے والوں کو قیامت کے روز عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا اور وہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔

59۔ اللہ تعالیٰ کو بڑا محبوب ہے کہ مومن کی موت اس حال میں آئے کہ اس کی زبان ذکرِ الٰہی سے تر وتازہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جب صدق وخلوص اور محبت سے ذکرِ الٰہی کرنے والے کی روح قبض فرماتا ہے تو ایسے بندے کو اس وقت بھی ذکرِ الٰہی کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

60۔ ذکرِ الٰہی دل سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی۔ افضل ذکر وہ ہے جو زبان ودل دونوں سے ہو۔ جس کی زبان اور دل، دونوں ذکر میں مشغول رہیں، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اپنے شوق کا نور ڈال دیتا ہے۔ زبان سے ذکر گناہوں کا کفارہ اور درجات کے حصول کا سبب بن جاتا ہے۔ دل کے ذکر سے روحانی ترقی حاصل ہوتی ہے اور قربِ الٰہی عطا ہوتا ہے۔

61۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے جان بوجھ کر منہ موڑنے والے پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا ہے۔ ایسا شخص اپنے نفس اور شیطان کا پیروکار ہو جاتا ہے۔ اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اس کی زندگی تنگ ہو جاتی ہے۔ وہ قیامت کے روز اندھا کر کے اٹھایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے سخت عذاب میں داخل فرمائے گا۔

62۔ ذکر سے رب راضی ہو جاتا ہے۔

63۔ ذکرِ الٰہی دل سے غم وحزن کو دور کر دیتا ہے۔

64۔ ذکرِ الٰہی دل کی مسرت وفرحت کا باعث ہے۔

65۔ ذکرِ الٰہی چہرے اور دل کو منور کرتا ہے۔

66۔ ذکرِ الٰہی دل وبدن کو قوی کرتا ہے۔

67۔ ذکرِ الٰہی وسعتِ رزق کا باعث ہے۔

68۔ ذکرِ الٰہی ذاکر کو رعب ودبدبہ اور تازگی عطا کرتا ہے۔

غور وفکر اور تدبر وتفکر کی اہمیت:

دینِ اسلام میں ذکرِ الٰہی کے ساتھ غور وفکر اور تدبر وتفکر کی بھی تاکید کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ o الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ o آلِ عمران [3:190-191]

بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب وروز کی گردش میں عقلِ سلیم والوں کے لیے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں o یہ وہ لوگ ہیں جو (سراپا نیاز بن کر) کھڑے اور (سراپا ادب بن کر) بیٹھے اور (ہجر میں تڑپتے ہوئے) اپنی کروٹوں پر (بھی) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق (میں کارفرما اس کی عظمت اور حُسن کے جلوؤں) میں فکر کرتے رہتے ہیں (پھر اس کی معرفت سے لذت آشنا ہو کر پکار اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے یہ (سب کچھ) بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا، تو (سب کوتاہیوں اور مجبوریوں سے) پاک ہے پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے o

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حقائقِ کائنات میں غور وفکر کرنے کا حکم دیا ہے۔

1۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے تو وہ غور وفکر کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم کس چیز میں غور وفکر کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ میں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ میں تفکر نہ کرو اللہ کی مخلوق میں تفکر کرو۔(2)

2۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی نعمتوں میں تفکر کرو، اور اللہ کی ذات میں تفکر نہ کرو۔(3)

3۔ حسن بیان کرتے ہیں کہ ایک ساعت غور وفکر کرنا ایک رات کے قیام سے افضل ہے۔(4)

علامہ سخاوی نے کہا ہے کہ ان احادیث کی اسانید اگر چہ ضعیف ہیں لیکن ان کے اجتماع سے اس حدیث میں قوت حاصل ہوگئی اور ان کا معنٰی صحیح ہے۔(5)

4۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک ساعت تفکر کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔(6)

حافظ سیوطی نے الجامع الصغیر میں اس حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ علامہ ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے (الموضوعات، رقم الحدیث:3302) لیکن حافظ سیوطی نے علامہ ابن جوزی کا رد کیا ہے اور کہا ہے کہ علامہ عراقی نے احیاء العلوم کی تخریج میں اس حدیث کو ضعیف کہنے پر اقتصار کیا ہے اور اس کا شاہد بھی ہے۔(7)

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ بندہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں اپنی تقصیرات اور کوتاہیوں پر غور کرے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید میں تفکر کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے اور اس کے حساب لینے کے متعلق تدبر کرے اور اپنے اعمال کے میزان میں وزن اور کمی کے متعلق اور پل صراط کی باریکی اور تیزی کے باوجود اس پر سے گزرنے کے متعلق سوچے اور قیامت کی ہولناکیوں کا تصور کرے، جس دن بچے خوف سے بوڑھے ہو جائیں گے، جس دن ہر حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائے گا اور ہر دودھ پلانے والی اپنے بچہ سے غافل ہوگی، جس دن بھائی، بھائی سے بھاگے گا، اور ہر شخص اپنی بیوی، اور بچوں سے اور ماں اور باپ سے بھاگے گا۔ جس دن اللہ تعالیٰ نیکوکاروں اور بدکاروں کو الگ الگ صفوں میں کھڑا کر دے گا اور اللہ جانے وہ نیکوں کی صف میں ہوگا یا بدوں کی صف میں ہوگا اور جب وہ ان امور میں غور وفکر کرے گا تو اس کے دل میں خوفِ خدا بہت قوی ہوگا، اور اس کا مطمع نظر اور نصب العین صرف آخرت ہوگی، وہ دنیا کی رنگینیوں اور مرغوباتِ نفس سے اعراض کر کے خلوصِ قلب کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے گا اور انتہائی رغبت کے ساتھ تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرے گا، اور جس کا ان امور میں تفکر کم ہوگا وہ مرغوباتِ نفس کا اسیر ہو جائے گا، اس کا دل سخت ہو جائے گا اس پر غفلت غالب ہوگی اور اگر عبادت کے لیے کھڑا بھی ہوگا تب بھی اس کا دل دنیاداری میں مشغول ہوگا۔ وعظ ونصیحت کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا اور آخرت کے بجائے دنیا اس کا مطمع نظر ہوگی۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں ظاہری اور باطنی۔ ظاہری عبادت اعضاء ظاہرہ سے ہوتی ہے اور باطنی عبادت دل سے ہوتی ہے اور باطنی عبادت ظاہری عبادت سے افضل ہے، اور کامل تفکر یہ ہے کہ انسان کا دل عالمِ شہادت اور عالمِ حواس سے نکل کر عالم الغیب میں تفکر کرے، اور جس چیز میں غور وفکر کرے گا وہ جس قدر عظیم ہوگی اس کا تفکر بھی اسی قدر عظیم ہوگا۔ پس بعض علماء مخلوقات اور مصنوعات میں تفکر کر کے اس کے خالق اور صانع کی معرفت حاصل کرتے ہیں اور بعض احوالِ آخرت میں تفکر کر کے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور نیکیوں پر مداومت کرتے ہیں، اور بعض اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اور اس کی دیگر صفات میں تفکر کرتے ہیں اور کائنات کے ہر حادثہ سے اس صفت کی معرفت حاصل کرتے ہیں جو اس حادثہ کی محدث ہے۔(8)

اس ضمن میں علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں کہ حقائق کائنات کا سراغ لگانا اور اس پر آشوب دور میں انسان کی ضرورتیں پوری کرنے کے اسباب اور علل کو جدید سائنس سے معلوم کرنا، انسان کی فلاح کے لیے مہلک اور لاعلاج امراض کا جدید میڈیکل سائنس سے علاج دریافت کرنا، اور ملک اور قوم کے دفاع کے لیے عصری تقاضوں کے مطابق غور وفکر کر کے ایٹمی ہتھیار اور میزائل بنانا تاکہ مسلمانوں کا

ملک دشمنانِ اسلام کے حملوں سے محفوظ رہے اور اقوامِ عالم میں عزت اور آزادی کے ساتھ کھڑا رہ سکے، اور زراعت کے شعبوں میں سائنسی تکنیک سے ایسے طریقے معلوم کرنا جن سے فصل زیادہ پیدا ہو اور قدرتی آفات سے محفوظ رہ سکے تاکہ ملک خوشحال ہو اور دوسروں کا دست نگر نہ ہو تو کوئی شک نہیں کہ اس قسم کے علوم حاصل کرنا اور ایسے امور میں ایک لمحہ کا غور وفکر بھی ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے، اور اس حدیث کا مصداق ہے کیونکہ اگر ملک سلامت اور آزاد ہوگا تو اس کے باشندے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں گے اور ملک غذا اور دوا میں خود کفیل ہوگا تو وہ دوسروں کے سہارے کے بغیر خوشحالی سے رہ سکیں گے۔ سو ملک کے تمام باشندوں کی عبادتوں اور ریاضتوں اور نیک اعمال کا وجود ملک کی بقاء اور اس کی آزادی پر موقوف ہے اور اس کی بقا اور آزادی عصری تقاضوں کے مطابق ایٹمی ہتھیار بنانے پر موقوف ہے۔ تو جن مسلمان سائنسی ماہرین نے یہ ہتھیار بم اور میزائل بنائے اور اس کے بنانے میں جو تفکر کیا تو یہ تفکر بہت عظیم عبادت ہے اور ملک کے تمام عبادت گزاروں کی عبادتوں کے اجر وثواب سے ان کو بھی حصہ ملے گا۔ تاہم، ہم ان سائنسی ایجادات کے خلاف ہیں جو عیاشی اور فحاشی کو فروغ دیتی ہیں خواہ وہ دوائیں ہوں یا آلات ہوں۔(9)

منظّم غور وفکر کی قدر وقیمت اور ضرورت واہمیت:۔ بادشاہ ہائیرو دوم (Hiero II) نے ارشمیدس (287 ق م تا 212 ق م) سے کہا کہ وہ عبادت گاہ کے لیے بنائے گئے سونے کے تاج (Votive Crown) کو پرکھ کر بتائے کہ اس میں خالص سونا استعمال ہوا ہے یا کہ نخالص۔ اُن دنوں کسی باقاعدہ شکل کی بنی ہوئی دھاتی چیز کی کثافت (Density) تو آسانی سے معلوم کی جاسکتی تھی مگر بے قاعدہ شکل کی بنی ہوئی چیز کی کثافت پرکھنے کا کوئی طریقہ معلوم نہ تھا۔ بادشاہ نے سونے کے بنے ہوئے تاج کو پگھلائے بغیر ہی اس کی جانچ پڑتال کرنے کا حکم دیا تھا۔

صوفیہ، سائنسدان، مفکر، شاعر اور ادیب باقاعدہ، منظّم غور وفکر کے عادی ہوتے ہیں۔ کسی خاص نکتہ پر غور وفکر کی بدولت انہیں اکثر استغراق حاصل ہو جاتا ہے۔ دورانِ استغراق حقائق منکشف ہوتے ہیں۔ کسی خاص نکتہ پر غور وفکر کے دوران استغراق میں چلے جانا، مراقبہ کی ہی ایک صورت ہے۔ مراقبہ سے وجدان کھل جاتا ہے اور انسان کو زیرِ غور مسائل کے بارے میں رہنمائی اور ہدایت ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ جو لوگ باضابطہ اور منظّم طریقہ سے غور وفکر کے عادی ہوں انہیں ذاتِ باری تعالیٰ سے ان کی لگن، خلوص، جہد مسلسل اور ذوقِ جستجو کی بدولت انعام کے طور پر درست رہنمائی ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیo النجم[53:39]

اور یہ کہ انسان کو (عدل میں) وہی کچھ ملے گا جس کی اُس نے کوشش کی ہوگیo

جو صرف دنیا چاہتا ہے، اسے صرف دنیا ملتی ہے۔ جو دنیا وآخرت میں بھلائی اور حق تک رسائی چاہتا ہے، اسے دُنیا وآخرت کی بھلائی اور حق تک رسائی مل جاتی ہے۔ جو یندہ یابندہ (جو تلاش کرتا ہے، پالیتا ہے)۔ ایک دن ارشمیدس جب نہانے کے لیے ٹب میں بیٹھا تو فوراً اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ٹب میں بیٹھنے کے دوران تمہارے جسم پر اچھال کی قوت نے عمل کیا اور تمہارے جسم کے حجم کے برابر پانی ٹب سے باہر نکل گیا۔ ایسا ایک اصول کے تحت ہوا ہے۔ تم اس اصول کے تحت تاج کا حجم معلوم کر سکتے ہو اور یہ جان سکتے ہو کہ یہ خالص سونے کا بنا ہے یا کہ نخالص سونے کا۔ جب تم تاج پانی میں ڈبوؤ گے تو اس کے حجم کے برابر ٹب میں سے پانی نکلے گا۔ تاج کی کمیت (Mass) کو بہہ کر باہر نکلنے والے پانی کے حجم (Volume) سے تقسیم کر کے تاج کی کثافت (Density) معلوم کی جاسکتی ہے۔ اگر تاج میں سستی اور سونے سے کم کثافت والی کوئی دھات ملائی گئی ہوگی تو اس (تاج) کی کثافت، خالص سونے کی کثافت سے کم ہوگی۔ اس کشف پر حیران ہو کر، فرطِ انبساط سے بےخودی (وجد، کیف وسرور) کے عالم میں ارشمیدس یہ پکارتے ہوئے گلیوں میں بھاگ نکلا کہ میں نے یہ راز جان لیا! (Eureka یعنی !I found it)۔

جب ذرا ہوش آیا، یہ احساس ہوا کہ میں ننگا ہی گلیوں میں بھاگ رہا ہوں، تو وہ واپس اپنے گھر کی طرف بھاگ نکلا۔ کشف سے ظاہر ہونے والے نکتۂ حکمت کے مطابق، ارشمیدس نے جانچ پڑتال کی تو ثابت ہو گیا کہ تاج میں سونے کے ساتھ چاندی کی ملاوٹ کی گئی تھی۔

ارشمیدس کا یہ دریافت کردہ اصول، اصولِ ارشمیدس کے نام سے مشہور ہے۔ ارشمیدس نے لیور کی کارکردگی پر بھی کافی تحقیق کی۔ اس کا یہ قول مشہور ہے کہ ''اگر مجھے خلا میں کھڑے ہونے کی جگہ مل جائے تو میں زمین کو اُٹھا سکتا ہوں''۔ مراد یہ ہے کہ علم وحکمت کی بدولت نہایت مشکل بلکہ ناممکن کام بھی سرانجام دیے جاسکتے ہیں اور علم وحکمت کا یہ خزانہ اہل صدق واخلاص کو ان کے ذوقِ عمل اور ذوقِ جستجو کی بدولت مسلسل غوروفکر (توجہ، یکسوئی اور مراقبہ) کی وجہ سے عطا ہوتا ہے۔

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں (10)

مشاہدہ، مراقبہ اور مکاشفہ:۔ ہر شخص ہر وقت تین حالتوں (مشاہدہ، مراقبہ اور مکاشفہ) میں سے کسی ایک حالت میں ہوتا ہے یا دیکھ رہا ہوتا ہے یعنی مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے یا دیکھے ہوئے منظر کے بارے میں توجہ اور یکسوئی سے کچھ سوچ رہا ہوتا ہے یعنی حالتِ مراقبہ میں ہوتا ہے یا سوچ کے نتیجے میں کسی نئی حقیقت سے دوچار ہوتا ہے یعنی وہ حالتِ مکاشفہ سے گزرتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان مشاہدے، مراقبے اور مکاشفے کے بغیر ایک لمحہ بسر کر سکے۔ کیونکہ ذہن کی غرض وغایت ہی یہ ہے کہ وہ دیکھے، سوچے اور سمجھے۔ کوتاہی یہ ہے کہ ہم باضابطہ سوچ (مراقبے) کی عادت نہیں ڈالتے۔ جس طرح آپ لکھنا پڑھنا، کھانا پکانا، سلائی کرنا، سائیکل، موٹر سائیکل، کار، بس، جہاز چلانا سیکھ جاتے ہیں اسی طرح منظّم سوچ بچار کی ٹریننگ سے آپ بھی عظیم صوفی بزرگ' سائنسدان، شاعر، مصنف، ادیب، مفکر اور رہنما بن سکتے ہیں۔

جتنے بھی عظیم لوگ ہوئے ہیں وہ کامیابی کے چند خاص اصولوں کی بدولت ہی کامیاب وکامران ہوئے ہیں۔ آپ کے لیے بھی غوروفکر اور عمل کے دروازے کھلے ہیں۔ اپنا طرزِ فکر اور طرزِ عمل درست کریں اور عظمتِ انسانی کو پالیں۔

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا خودی کا راز داں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا (11)

روحانی دنیا میں کارفرما اصول وقوانین:۔ جس طرح مادی سائنس کی دنیا میں اصولوں، قوانین، نظریات اور تصورات کی حکمرانی ہے اور ان کی بدولت انسان کی کارکردگی اور قوتِ عمل میں گراں قدر اضافہ ہو رہا ہے۔ نئے اصول وقوانین بھی دریافت ہو رہے ہیں جن کی بدولت کائنات کی وسعتیں سمٹتی نظر آتی ہیں۔ اسی طرح روحانی سائنس کی دنیا میں بھی اصولوں، قوانین، نظریات اور تصورات کی حکمرانی ہے۔ تمام انبیاءِ کرام اور رُسل نے انہی کی تعلیم دی اور ان کے مطابق عظمتِ انسانی کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہونے کا راستہ دکھایا ہے۔ مادی سائنس کے برعکس روحانی سائنس کے اصول وقوانین اور تصورات ونظریات زیادہ واضح، حتمی، اٹل اور ابدی قدر وقیمت کے حامل ہیں۔ مادی سائنس کے اصول وقوانین میں تبدیلی کا امکان ہے مگر روحانی سائنس کے اصول وقوانین حتمی، یقینی اور اٹل ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیامت تک کے انسانوں کے لیے یہ بنیادی اصول وقوانین واضح انداز سے ارشاد فرما دیئے ہیں اور ساتھ ہی ان بنیادی اصول وقوانین کی روشنی میں علم وحکمت کی نئی جہتیں تلاش کرنے کی کھلی اجازت دے دی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''حکمت مومن کی کھوئی ہوئی دولت ہے اُسے جہاں سے بھی ملے لے لے''۔

جس طرح اصولِ ارشمیدس کے مطابق کھوٹے کھرے سونے کی پرکھ کی جاسکتی ہے اور لیور کے اصول کے مطابق آسانی سے بھاری وزن اُٹھائے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح روحانی دنیا کے اصول وضوابط کی پابندی سے، ان سے بھی زیادہ حیرت انگیز کام سرانجام دیئے جاسکتے ہیں۔

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو، زباں تو ہے یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے (12)

روحانی مشاہدہ وتجربہ:۔ نائلہ نام کی ایک سٹوڈنٹ نے مجھ سے سوال کیا کہ روحانیت کیا ہے؟ میں نے کہا روحانیت سچ جاننے، سچ ماننے کا نام ہے۔ یہ ایک مشاہداتی وتجرباتی علم ہے جس کی تصدیق دین اسلام کے مُسلّم آفاقی اصولوں سے ہوتی ہے۔ اس نے کہا کوئی ثبوت دیں؟ میں نے ذاتِ باری تعالیٰ کے عطا کردہ علم اور توفیق سے کہا میں آپ کے بارے میں ایک پیشین گوئی کرتا ہوں، اسے غلط ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اگر یہ درست ثابت ہوئی تو جان لیں کہ روحانیت حق اور سچ ہے۔ اس نے کہا، بتائیں۔ میں نے کہا کسی روز

آپ اور آپ کی والدہ اکیڈمی آئیں گی۔ دو پہر کا وقت ہوگا۔ اس وقت آپ کی والدہ نے سفید رنگ کا لباس پہنا ہوگا۔ جب آپ آئیں گی تو میں صحن میں فلاں جگہ پر بیٹھا ہوں گا۔ آپ کی والدہ آپ کی تعلیم کے بارے میں کوئی بات کریں گی اور پھر آپ دونوں، اُس جگہ فلاں صوفے پر بیٹھ جائیں گی۔ یہ سب کچھ بتانے کے بعد میں نے نائلہ بیٹی سے کہا، اب آپ کوشش کریں کہ یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہو۔ اپنی والدہ سے اس کا ذکر نہ کریں اور کبھی بھی انہیں اِدھر آنے کو نہ کہیں۔ آپ کو بھی کھلی اجازت ہے جی چاہے تو یہاں آئیں، کوئی پابندی نہیں ہے۔ چندروز بعد بفضلِ تعالیٰ یہ پیشین گوئی درست ثابت ہوئی۔ نائلہ اپنی والدہ کے ساتھ اکیڈمی آئی۔ دو پہر کا وقت تھا۔ نائلہ کی والدہ نے سفید رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ نائلہ نے بتایا کہ اچانک امی جان کا پروگرام بنا اور ہم ادھر آ گئے۔ نائلہ کی والدہ نے نائلہ کی تعلیم کے بارے میں گفتگو شروع کی اور وہ دونوں ماں بیٹی اُسی جگہ پر بیٹھے جہاں کی میں نے نشاندہی کی۔ اس وقت نائلہ نے اپنی والدہ کو میری اس پیشین گوئی کے بارے میں بتایا۔ عزیزانِ من! روحانیت سچائی تک رسائی کا نام ہے۔ کائنات کی سب سے بڑی سچائی 'اللہ تعالیٰ' ہے۔

والله سبحانه و تعالیٰ اعلم بالصواب وعنده ام الكتاب وصلى الله تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد والآل و الاصحاب والخلفاء والنواب والاتباع والاحباب۔ (آمین)

اور اللہ تعالیٰ پاک اور بزرگ ہے اور درست بات کو خوب جانتا ہے اور اس کے پاس اصل لکھا ہوا ہے اور درود بھیجے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد ﷺ اور آل اور اصحاب اور خلفاء اور نائبین اور تابعین اور دوستوں پر۔ (آمین)

اسماء الحسنیٰ

سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا﴾ الاعراف[7:180]

''اور اللہ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، سوتم ﴿ہمیشہ﴾ اس کو اچھے ناموں سے پکارو''۔

بخاری اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اسْمًا مِائَۃً اِلَّا وَاحِدَۃً، مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ﴾(13)

بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے ﴿99﴾ یعنی ایک کم سو ﴿100﴾ نام ہیں، جس نے ان کو محفوظ کرلیا ﴿یعنی ان کو یاد کیا اور ان پر ایمان لایا﴾ وہ جنت میں پہنچ گیا۔

بخاری اور مسلم شریف کی روایت میں اللہ تعالیٰ کے جن ناموں کا اجمالی تذکرہ ہے وہ روایت یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا، مِائَۃً غَیْرَ وَاحِدَۃٍ مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ، الرَّحِیْمُ، الْمَلِکُ، الْقُدُّوْسُ، السَّلٰمُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُھَیْمِنُ، الْعَزِیْزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَکَبِّرُ، الْخَالِقُ، الْبَارِئُ، الْمُصَوِّرُ، الْغَفَّارُ، الْقَھَّارُ، الْوَھَّابُ، الرَّزَّاقُ، الْفَتَّاحُ، الْعَلِیْمُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، السَّمِیْعُ، الْبَصِیْرُ، الْحَکَمُ، الْعَدَلُ، اللَّطِیْفُ، الْخَبِیْرُ، الْحَلِیْمُ، الْعَظِیْمُ، الْغَفُوْرُ، الشَّکُوْرُ، الْعَلِیُّ، الْکَبِیْرُ، الْحَفِیْظُ، الْمُقِیْتُ، الْحَسِیْبُ، الْجَلِیْلُ، الْکَرِیْمُ، الرَّقِیْبُ، الْمُجِیْبُ، الْوَاسِعُ، الْحَکِیْمُ، الْوَدُوْدُ، الْمَجِیْدُ، الْبَاعِثُ، الشَّھِیْدُ، الْحَقُّ، الْوَکِیْلُ، الْقَوِیُّ، الْمَتِیْنُ، الْوَلِیُّ، الْحَمِیْدُ، الْمُحْصِیُ، الْمُبْدِئُ، الْمُعِیْدُ، الْمُحْیِ، الْمُمِیْتُ، الْحَیُّ، الْقَیُّوْمُ، الْوَاجِدُ، الْمَاجِدُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْقَادِرُ، الْمُقْتَدِرُ، الْمُقَدِّمُ، الْمُؤَخِّرُ، الْاَوَّلُ، الْاٰخِرُ، الظَّاھِرُ، الْبَاطِنُ، الْوَلِیُ، الْمُتَعَالِی، الْبَرُّ، التَّوَّابُ، الْمُنْتَقِمُ، الْعَفُوُّ، الرَّءُ وْفُ، الْمَالِکُ الْمُلْکِ، ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ، الْمُقْسِطُ، الْجَامِعُ، الْغَنِیُّ، الْمُغْنِی، الْمَانِعُ، الضَّآرُّ، النَّافِعُ، النُّوْرُ، الْھَادِیُ، الْبَدِیْعُ، الْبَاقِیُ، الْوَارِثُ، الرَّشِیْدُ، الصَّبُوْرُ(14)

قرآن کریم میں اسماء الحسنیٰ اور صفاتِ خداوندی کو جگہ جگہ نہایت وضاحت اور شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، کیونکہ اس کے بغیر خالق کائنات کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی جو انسانوں کی اصلاح کے لیے سب سے زیادہ سود مند اور مفید چیز ہے۔ مثلاً جو لوگ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ رَزَّاق ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود بہت سی چیزوں کو رَزَّاق سمجھنے لگتے ہیں۔ کوئی باپ کو، کوئی شوہر کو، کوئی بادشاہ کو رَزَّاق خیال کرتا ہے، تو کوئی کھیتی اور دکان کو رَزَّاق سمجھتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ شَدِیْدُ الْعِقَاب بھی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے باوجود جرائم پیشہ ہو جاتے ہیں اور گناہوں سے باز نہیں آتے، اور جو لوگ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ غَفُوْرٌ رَّحِیْم اور اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہیں، وہ رحمت خداوندی سے نااُمید اور مایوس ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اتنے بڑے مجرم ہیں کہ ہماری ہرگز بخشش نہیں ہوسکتی پھر وہ بے لگام ہو جاتے ہیں۔ الغرض اسماء الحسنیٰ اور صفاتِ خداوندی کی معرفت کے بغیر انسانوں کی اصلاح اور نفوس کا تزکیہ نہیں ہوسکتا اس لیے صفاتِ خداوندی کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

1۔ اسماء الحسنیٰ کو سمجھ کر یاد کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کو ان اوصاف وکمالات کے ساتھ متصف جاننا اور ماننا چاہیے تاکہ ذات وصفات باری تعالیٰ کے بارے میں درست اور واضح عقیدہ قائم ہو جائے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کا قرب و رضا حاصل کرنے کے لیے ان ناموں کا خوب ورد کرنا چاہیے۔ ان کے ورد سے انسان رذائل سے پاک اور فضائل سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ اسے بے شمار دینی، دنیوی اور آخروی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق جو اِن ناموں کو یاد کرلے گا جنت میں جائے گا۔

جنت کیا خوب ٹھکانہ ہے جہاں انسان کو دیدارِ الٰہی اور دیدارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نصیب ہوگا۔ جہاں اہلِ حق کا قرب نصیب ہو گا اور معرفت وقربِ الٰہی پانے کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

جدول اسماء الحسنٰی

اسماء حسنٰی	معانی	ابجد	ملفوظی	فطرت	عنصر	خواصِ اسماء
اللّٰه	اسم ذات ہے	66	259	جلالی	آتشی	جملہ مقاصد کے لیے
الرحمن	اپنے فضل سے رحم فرمانے والا	298	406	جمالی	خاکی	فضل ورحمت کی درخواست کے لیے
الرحیم	رحمت سے اجر دینے والا	259	311	جمالی	خاکی	برائے فلاحِ دارین
الملك	بادشاہِ مطلق	90	262	مشترک	خاکی	برائے قیامِ ملک
القدوس	جمیع عیب ونقصان سے طاہر	170	349	جمالی	آبی	برائے صفائی باطن
السّلام	سلامت رکھنے والا	131	392	جمالی	بادی	برائے شفائے مریض وسلامتی
المومن	بے خوف کرنے والا	136	299	جمالی	آتشی	برائے تحفظ از اشرارِ جن وانس
المھیمن	جمیع نہاں وآشکار کا شاہد	145	303	جمالی	آتشی	برائے اطلاع واسرارِ حقائق
العزیز	غالب، عزت دینے والا	94	157	جمالی	آتشی	برائے عزّت ووسعتِ رزق
الجبّار	غلبہ وجبر والا	206	368	جلالی	آتشی	برائے امان ومغلوبیِ دشمن
المتکبّر	اپنی بزرگی ظاہر کرنے والا	662	796	جلالی	خاکی	برائے بزرگی ودفعِ دشمناں
الخالق	پیدا کرنے والا	731	964	جلالی	خاکی	برائے نُورِ قلب واستقرارِ حمل
الباری	صفت وخاصیت کا پیدا کرنیوالا	213	326	مشترک	آتشی	برائے سکون در قبر وطلبِ حقیقت
المُصوّر	صورت نقش کرنے والا	336	399	جمالی	آتشی	برائے زنِ عقیمہ
الغفّار	بخشنے والا	1281	1453	جمالی	آتشی	برائے مغفرت وعفوِ گناہاں
القھّار	مصلحت سے قہر نازل کرنیوالا	306	499	جلالی	خاکی	برائے ترکِ دنیا ومقہوریٔ دشمناں
الوھاب	بے غرض بخشنے والا	14	133	جمالی	آتشی	برائے توسیعِ رزق وحصولِ مقاصد
الرزاق	رزق دینے والا	308	501	جمالی	آتشی	برائے توسیعِ رزق
الفتّاح	ہر کارِ بستہ کھولنے والا	489	602	جلالی	آتشی	برائے انشراحِ قلب وفتوحِ کارہا
العلیم	ہر شے سے باخبر	150	302	جمالی	خاکی	برائے حصولِ معرفت وانکشافِ امور
القابض	حکمت کے سبب تنگی کرنیوالا	903	1100	جلالی	بادی	برائے تحفظِ دشمنان ودفعِ اعداء
الباسط	رزق کھولنے والا	72	244	جمالی	بادی	برائے وسعتِ رزق

اسماءِ حسنیٰ	معانی	ابجد	ملفوظی	فطرت	عنصر	خواص اسماء
الرافع	رفعت دینے والا	351	823	جمالی	بادی	برائے رفعت وتونگری
الخافض	پست کرنے والا	1481	1598	جلالی	آتشی	برائے دفعِ اعداً
المُعزّ	عزت دینے والا	117	228	جمالی	خاکی	برائے عزّت وہیبت
المذل	ظالم کو ذلیل کرنے والا	770	892	جلالی	آتشی	برائے تذلیل دشمناں
السمیع	سُننے والا	180	351	جمالی	آتشی	برائے استجابت دعا
البصیر	دیکھنے والا	302	310	جمالی	خاکی	برائے بصارتِ قلب وحصول عنایاتِ خدا
الحکیم	صاحبِ حکمت	78	211	جلالی	آتشی	برائے فراخی رزق
العدل	انصاف کرنے والا	104	236	مشترک	آتشی	برائے خلاصی ازشرِ ظالمان
اللطیف	پاکیزہ اور مہربان	129	173	جمالی	آتشی	برائے دفع شدّت وسختی
الخبیر	ہر پنہاں اور آشکار سے باخبر	812	816	جمالی	آتشی	برائے اطلاع اسرار پوشیدہ
الرقیب	ہر چیز کا حال دیکھنے والا	312	396	جمالی	آتشی	برائے دفع دشمن قوی
الحلیم	بردبار	88	181	جمالی	آبی	دفع غضب وجور وتسخیر خلق
المُجیب	دعا کا قبول کرنے والا	55	157	جمالی	بادی	برائے قبولیتِ دعا
الواسع	وسعت دینے والا	137	174	جمالی	آتشی	برائے وسعتِ رزق وفتوحِ کارہا
الحکم	مضبوط اور درست گفتگو والا	68	200	جمالی	خاکی	برائے حکومت واجرائے حکم
الودود	نیکوں کا دوست	20	96	جمالی	آتشی	برائے اُلفت ومحبت
العظیم	بزرگ تر	1020	1132	مشترک	آبی	برائے عظمت وبزرگی
الغفور	بخشنے والا	1286	1255	جمالی	خاکی	برائے دفع وسواس وعفوِ گناہان
الشکور	نیکوں کا شکر قبول کرنیوالا	526	675	جمالی	خاکی	برائے شفائے امراض
العلی	سب سے برتر	110	212	جمالی	خاکی	برائے علوِ مراتب
الکبیر	سب سے بڑا	232	316	جمالی	آتشی	برائے عزت وبزرگی ودبدبہ
الحفیظ	نگہبان	998	1002	جمالی	خاکی	برائے تحفظ ازآسیب وجنّہ ودشمناں
المقیت	قوت دینے والا	550	683	جمالی	آتشی	برائے صبر بر جوع ودفع شدائد
الحسیب	حساب کرنے والا	80	43	مشترک	آتشی	برائے امان ازخوف وحصولِ مدعا
الجلیل	بزرگ	73	206	جلالی	آتشی	برائے عزت وحرمت، قدر ومنزلت
الکریم	کرم کرنے والا	270	403	جمالی	خاکی	برائے بزرگی ووسعتِ رزق
المجید	سب سے بزرگ	57	189	جمالی	آتشی	برائے شفائے علل واسقام
الباعث	اسباب پیدا کرنیوالا	73	745	مشترک	آتشی	برائے انشراح قلب وحصولِ مقاصد
الشہید	مُردوں کو زندہ کرنیوالا	319	412	مشترک	بادی	برائے قبولیت واطاعتِ زن

صفت	معانی	ابجد	ملفوظی	فطرت	عنصر	خواص اسماء
الحقّ	سچّا۔ثابت	108	192	مشترک	آتشی	برائے تزکیہ نفس وحصولِ گمشدہ
القویّ	پوری قدرت رکھنے والا	116	205	جلالی	آتشی	برائے قوت وغلبہ ودفع دشمنان
الوکیل	کام کرنے والا۔نگہبان	66	196	جمالی	خاکی	برائے مقاصدِ بزرگ وکفایتِ دشمناں
المتین	قوت والا۔توانا	500	608	جلالی	آتشی	برائے شفقت سلطان
الولیّ	نیکوں کا دوست	46	95	جمالی	خاکی	برائے فتوحِ غیبی
الحمید	پاک صفات والا	62	145	جمالی	خاکی	برائے حصولِ اوصافِ حمیدہ
المحصی	شمار کرنے والا	148	205	جمالی	آتشی	برائے آسانی حساب روزِ جزا
المبدی	عدم سے عالم وجود میں لانیوالا	56	139	جلالی	آتشی	برائے تمام اُمور وحصولِ اولاد
المعید	وعدہ کرنے والا	124	266	جلالی	آتشی	برائے حصُولِ گمشدہ اور واپسی گریختہ
المُحْیِیُ	زندہ کرنے والا	68	131	جمالی	آتشی	برائے حصولِ حیات علمی، ایمانی وعرفانی
المُمیت	مُردہ کرنے والا	490	592	جلالی	آتشی	برائے ضبطِ نفس ودفع دشمن
الحیّ	ہمیشہ زندہ رہنے والا	18	20	جلالی	آتشی	برائے حصول شفا وتحفظ مرگ مفاجات
القیّوم	ہمیشہ قائم	156	295	جلالی	آتشی	برائے قبولیت دُعا وحصولِ راحت
الواجدُ	یکتا کاموں کا بنانے والا	14	212	جمالی	خاکی	برائے نورانی قلب وفراوانی نعمت
الماجد	بزرگی عطا کرنے والا	48	289	جمالی	خاکی	برائے نورِ باطن
الواحدُ	یکتا وتنہا	19	168	مشترک	بادی	برائے مہمات وشفائے بیمار
الاحدُ	خدائی میں تنہا	13	155	جمالی	آتشی	برائے ظہورِ ملائکہ
الصّمد	پاک بے نیاز	134	220	جمالی	خاکی	برائے وسعتِ رزق
القادرُ	قدرت والا	305	828	جلالی	آتشی	برائے قدرت وغلبہ ونُصرت
المقتدرُ	تقدیر کرنے والا	744	1208	جلالی	آتشی	برائے غلبہ بر دشمن وتصرف
المقدم	آگے کرنے والا	184	396	مشترک	آتشی	برائے دفع خوف
المؤخر	پیچھے کرنے والا	846	905	مشترک	خاکی	برائے محبت خدا وعفوِ گناہاں
الاوّل	پہلے سب سے	37	195	مشترک	آتشی	برائے احضارِ غائب وطلبِ فرزند
الآخر	سب سے آخر قائم رہنے والا	801	913	مشترک	آتشی	برائے حصولِ ایمان وقوت وتصرف
الظاهر	کھلی ہوئی ہستی والا	1106	1118	مشترک	خاکی	برائے اظہار امرِ مخفی وروشنی چشم
الباطن	پنہاں	62	320	مشترک	خاکی	برائے اظہارِ اسرار
الوالی	کارساز۔وارث	47	206	مشترک	بادی	برائے تحفظ مکان از زلزلہ وصاعقہ
المتعالی	بزرگ وبرتر	551	814	مشترک	بادی	برائے علومراتب وتحفظ از شیاطین

اسماءِ حسنیٰ	معانی	ابجد	ملفوظی	فطرت	عنصر	خواص اسماء
البرّ	نیکوکار	202	204	جمالی	خاکی	برائے نجاتِ آفات وحصولِ مقاصد
التوّاب	توبہ قبول کرنے والا	409	606	جمالی	آتشی	برائے عفو گناہاں وتحفظ از بلاہا
المنتقم	انتقام لینے والا	630	868	جلالی	آتشی	برائے انتقام از ظالم
المنعم	نعمت دینے والا	200	416	مشترک	خاکی	برائے حصولِ نعمت
العفو	گناہ معاف کرنیوالا	156	224	جمالی	آتشی	برائے عفوِ گناہاں
الرؤف	درگزر کرنے والا	286	295	جمالی	آتشی	برائے لطف ومہربانی
ملك الملك	تمام خلقت کا مالک	212	716	جلالی	آتشی	برائے قبولیتِ دعا
ذوالجلال	صاحبِ عظمت	801	1232	جلالی	آتشی	برائے عظمت
والاکرام	صاحب عزت وبخشش	299	809	جلالی	آتشی	برائے بزرگی
الرّب	پروردگار	202	204	جلالی	آتشی	برائے تحفظ اولاد
المقسطُ	انصاف کرنے والا	209	401	جلالی	آتشی	برائے دفع وسواس وخیالات فاسدہ
الجامع	جمع کرنے والا	114	384	مشترک	خاکی	برائے دفعیہ فقر وغربت وافتراق
الغني	بے پرواہ	1060	1177	مشترک	آتشی	برائے حصُولِ تمنا
المغني	بے نیاز	1100	1267	جمالی	آتشی	برائے حصُولِ تونگری
المعطي	عطا کرنے والا	129	241	جلالی	آبی	برائے حصُولِ مراد
المانع	باز رکھنے والا	201	437	جلالی	آبی	برائے دفع دشمن
الضّار	زیاں کرنے والا	1001	1117	جلالی	آبی	برائے دفع ضرِرِ دشمن
النافع	نفع پہنچانے والا	161	437	جمالی	آبی	برائے حصولِ منفعت
النّور	روشن کرنے والا	256	320	مشترک	آبی	برائے نورِ قلب
الهادي	راہ دکھانے والا	20	163	جمالی	آبی	برائے حصولِ حکمت
البديع	نادر پیدا کرنے والا	86	179	مشترک	خاکی	برائے حصول مناصب ومرادات
الباقي	ہمیشہ رہنے والا	113	306	جمالی	آبی	برائے بقائے ملک محبوبیت
الوارث	سب کے بعد رہنے والا	707	826	جلالی	آبی	برائے حصولِ اولاد
الرشيد	رہنما یا عالم	514	607	مشترک	خاکی	برائے فتوحِ اُمورِ کلی
الصّبور	عذاب نازل کرنے میں بردبار	298	312	جمالی	بادی	برائے حصولِ صبر
الستّار	چھپانے والا	161	833	جلالی	آبی	برائے پردہ پوشی عیب وگناہ
النّعيمُ	نعمت دینے والا	170	337	جمالی	خاکی	برائے حصولِ دولت
الوَالِيُ	قدرت میں برتر	47	206	مشترک	بادی	برائے اختیارات وقبضہ

جدول اسماء الحسنٰی بمطابق عددی قیمت

هُوَ	11	اَللّٰهُ	66	مُعِيدٌ	124	بَارِئٌ	213
اَوَّلُ	13	وَكِيلٌ	66	مُعْطِيٌ	129	طَاهِرٌ	215
اَحَدٌ	13	مُحِيطٌ	67	لَطِيفٌ	129	اَحْكَمَ الْحَاكِمِين	229
وَاجِدٌ	14	حَكَمٌ	68	سَلَامٌ	131	كَبِيرٌ	232
وَهَّابٌ	14	حَاكِمٌ	69	صَمَدٌ	134	مُطَهِّرٌ	254
اِلٰه	16	بَاسِطٌ	72	مُؤْمِنٌ	136	نُورٌ	256
حَيٌّ	18	جَلِيلٌ	73	وَاسِعٌ	137	رَحِيمٌ	258
وَاحِدٌ	19	حَكِيمٌ	78	اَعْلَمُ	141	كَرِيمٌ	270
هَادِيٌ	20	حَسِيبٌ	80	عَالِمٌ	141	فَرْدٌ	284
وَدُودٌ	20	جَمِيلٌ	83	مُهَيْمِنٌ	145	رَؤُفٌ	287
طَبِيبٌ	23	دَاعِيٌ	85	مُحْصِيٌ	148	رَحْمٰنٌ	298
اَوَّلٌ	37	بَدِيعٌ	86	عَلِيمٌ	150	صَبُورٌ	298
زَكِيٌّ	37	حَلِيمٌ	88	قَيُّومٌ	156	بَصِيرٌ	302
وَلِيٌّ	46	مَلِكٌ	90	عَفُوٌّ	156	قَادِرٌ	305
وَالِيٌ	47	عَزِيزٌ	94	قُدُّوسٌ	170	قَاهِرٌ	306
اُولٰى	47	عَدَلٌ	104	سَمِيعٌ	180	رَازِقٌ	308
مَاجِدٌ	48	حَقٌّ	108	مَالِكَ الْمُلْكِ	181	رَزَّاقٌ	308
دَائِمٌ	55	حَنَّانٌ	109	مُقَدِّمٌ	184	رَقِيبٌ	312
مُجِيبٌ	55	عَلِيٌّ	110	نَافِعٌ	201	قَرِيبٌ	312
مَجِيدٌ	57	كَافِيٌ	111	بَرٌّ	202	قَدِيرٌ	314
مُحْيِي	58	بَاقِيٌ	113	جَبَّارٌ	206	شَهِيدٌ	319
بَاطِنٌ	62	جَامِعٌ	114	مُقْسِطٌ	209	كَبِيرٌ	332
حَمِيدٌ	62	قَوِيٌّ	116	مَالِكُ الْمُلْكِ	212	مُصَوِّرٌ	336
نَاصِرٌ	341	سَتَّارٌ	662	غَالِبٌ	1033		
رَافِعٌ	351	مُتَكَبِّرٌ	662	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ	1100		
رَفِيعٌ	360	وَارِثٌ	707	غَنِيٌّ	1060		

رَفِیْقٌ	390	خَالِقٌ	731	مُغْنِیٌ	1100		
تَوَّابٌ	409	مُقْتَدِرٌ	744	ظَاهِرٌ	1106		
فَتَّاحٌ	489	مُذِلٌّ	770	مَظْهَرٌ	1145		
مَتِیْنٌ	500	ذُوالْجَلَالُ	801	خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ	1242		
رَشِیْدٌ	514	خَبِیْرٌ	812	غَفَّارٌ	1281		
شَکُوْرٌ	526	مُؤَخِّرٌ	846	غَفُوْرٌ	1286		
مُقِیْتٌ	550	اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ	941	غِیَاثٌ	1511		
متعالی	551	حَفِیْظٌ	998				
اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ	588	ضَارٌّ	1001				
اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ	613	عَظِیْمٌ	1020				

آپ اپنے کسی خاص مقصد کے حصول کے لیے دو یا دو سے زیادہ اسماء ملا کر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ مثلاً

یَامَالِكُ یَا اَللّٰهُ	179	یَاعَلِیْمُ یَا حَکِیْمُ	250
یَا لَطِیْفُ یَا اَللّٰهُ	195	یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ	577
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ	195		

اپنے نام کے اعداد کے مطابق اسم باری تعالیٰ کے ساتھ حسبِ ضرورت کوئی قرآنی آیت یا کلمہ بھی ملا کر پڑھے جا سکتے ہیں۔ چند ایک آیاتِ مقدسہ اور کلمات مبارکہ کے اعداد درج ذیل ہیں:

لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	165	فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ	800
حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ	409	سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ	849
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ	450		

1۔ مندرہ بالا فہرست میں اسماء، قرآنی آیات اور کلماتِ مبارکہ کے ساتھ جو اعداد دیئے گئے ہیں خود بھی ان کے میزان کی جانچ کر لیں تا کہ غلطی کا امکان نہ رہے۔

اِسمائے جمالی، اسمائے جلالی اور اسمائے مشترک

درج ذیل پینتالیس (45) اسمائے باری تعالیٰ اسمائے رحمت کہلاتے ہیں۔ یہ بلندیٔ مرتبہ، کشائشِ رزق، امراء ووزرأ، سلاطین وافسران سے سرخروئی حاصل کرنے، فتحمندیٔ جنگ، تسخیر، محبت اور دوستی کے امور وعملیات میں کام دیتے ہیں۔

یا رحمٰن	یا رزّاق	یا لطیف	یا حکیم	یا معطی	یا ماجد	یا نور	یا احد	یا رحیم
298	308	129	78	129	48	256	13	258
یا فتاح	یا غفور	یا حلیم	یا نافع	یا صمد	یا ھادی	یا نعیم	یا سلام	یا باری
489	1286	88	201	134	20	170	131	213
یا شکور	یاوُدود	یا رشید	یا برّ	یا باقی	یا ضار	یا مھیمن	یاباسطُ	یا کریم
526	20	514	202	113	1001	145	72	250
یا ولیّ	یاحیّ	یا عفوّ	یا واحد	یا وھاب	یا معزّ	یا واسع	یا غنی	یا قیّوم
46	18	56	14	14	117	137	1060	156
یا رؤف	یا وکیل	یا مومن	یا غفار	یا حفیظ	یا کفیل	یا محی	یا تواب	یا صبور
286	66	136	1281	998	140	58	409	298

1۔ ان تمام ناموں سے سات اسماء یَا بَاسِطُ یَا سَلَامُ یَا فَتَّاحُ یَا مُعِزُّ یَا لَطِیْفُ یَا کَرِیْمُ یَا وَاسِعُ بلندی مرتبہ اور کشائش رزق کے عملیات میں کام دیتے ہیں۔

2۔ نو(9) اسماء یَا رَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ یَا حَکِیْمُ یَا حَفِیْظُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا فَتَّاحُ یَا رَافِعُ یَا ھَادِیُ بادشاہوں، امیروں اور افسروں کی تسخیر کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

3۔ یہ سات(7) اسماء یَا حَفِیْظُ یا سَلَامُ یَا نَافِعُ یَا بَاقِیُ یَا کَرِیْمُ یَا غَفُوْرُ یَا ھَادِیُ بیمار کی صحت اور حصول تندرستی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

4۔ تین اسما یَاوُدُوْدُ یَا بُدُّوْحُ یَا لَطِیْفُ حُب کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

یہ اکیس نام باری تعالیٰ اسمائے ہیبت کہلاتے ہیں اور بغض، عداوت، دشمنی، جدائی قہر وغضب کے عملیات میں کام دیتے ہیں۔ ان تمام اسماء میں سے یَا قَھَّارُ یَا مُذِلُّ اور یَا جَبَّارُ بہت پر تاثیر ہیں۔

یا عزیز	یا جلیل	یا مقتدر	یا جبّار	یا قوی	یا منتقم	یا مُتکبّر
94	73	744	206	116	630	622
یا متین	یا ذوالجلال	یا قھار	یا مبدئ	یا مقسط	یا قابض	یا معید
500	801	306	56	209	903	124
یا مانع	یا مذل	یا ممیت	یاوارث	یا علی	یا قادر	یا مالك الملك
161	770	90	707	110	305	212

ان اسماء جلالی اور جمالی کے علاوہ باقی جس قدر اسماء ہیں۔ ان کو اسمائے مشترک کہتے ہیں۔ وہ بین الجلال وبین الجمال ہیں۔ وہ ہر قسم کی جائز حاجات میں مدد دیتے ہیں۔(15)

اِسمِ اعظم

اسمِ اعظم سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ خاص اسم ہے جس کی برکت سے ہر دعا قبول ہوتی ہے۔اس ضمن میں علامہ عالم فقری لکھتے ہیں: اسمِ اعظم سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ صفاتی یا ذاتی نام ہے جسے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق پیدا ہوتا ہے اور معرفت کے دروازے کھلتے ہیں۔اسمِ اعظم پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے مالا مال کر دیتا ہے، وہ اپنے رب سے اسمِ اعظم کی بدولت جو کچھ مانگتا ہے سو پاتا ہے۔ اسمِ اعظم کے صدقے اس کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔جن لوگوں کو اسمِ اعظم کا راز ہاتھ آ جاتا ہے وُہ اس کے خاص بندے بن جاتے ہیں۔اللہ انہیں دین و دنیا میں انعام یافتہ بنا دیتا ہے۔انہیں نہ مٹنے والی عزت ملتی ہے اور نہ ختم ہونے والی دولت میسر آتی ہے گویا کہ اسمِ اعظم ہر کام کی کنجی ہے اور گونا گوں فیوض و برکات کا حامل ہے۔

اللہ کا ذاتی نام اور ہر صفاتی نام اس کی ایک خاص شان کا مظہر ہے۔جو شخص اللہ تعالیٰ کو جس شان یعنی جس صفاتی نام سے پکارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس شان کے فیوض و برکات سے اسے نواز دیتا ہے اور اپنی اس خاص شان کا راز اس پر کھول دیتا ہے،یعنی اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو رحمٰن کہہ کر پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے مالا مال کر دیتا ہے اور اس کا وجود دوسروں کے لیے باعثِ رحمت بنا دیتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ جس نام سے ہم اسے پکاریں گے اسی سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو جائے گی اور یہی قربت جس لفظ سے میسر آتی ہے وہ اسمِ اعظم ہوتا ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ معبود ہے،ہم اس کی عبادت کرتے ہیں اس لیے لفظ اللہ یا ایسی آیت جس میں یہ لفظ ہو کہ اللہ ہمارا معبود ہے وُہ اسمِ اعظم ہے لہٰذا لفظ اَللّٰہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اسمِ اعظم ہے۔

ایسے ہی اللہ اپنی مخلوق پر ہر وقت رحم کرتا ہے لہٰذا لفظ رحمٰن اور رحیم یا ایسی آیت جس سے رحمتِ باری کا مفہوم ظاہر ہو وُہ اسمِ اعظم ہو گی،اسی طرح اللہ ہمیشہ سے قائم دائم اور زندہ ہے۔لہٰذا جو شخص اسے حَیٌّ قَیُّوْمٌ کہہ کر پکارتا ہے وہ اس شخص کو ہمیشہ کے لیے قائم دائم کر دیتا ہے لہٰذا یہ لفظ اور ایسی آیت جس سے قائم اور ہمیشہ زندہ رہنے کا مفہوم نکلے وہ اسمِ اعظم ہو گی۔اسی طرح اُس کی ایک اور شان یہ ہے کہ ہر چیز کا خزانہ اس کے پاس ہے یعنی اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں چنانچہ وہ ہر لحاظ سے بے نیاز اور مالا مال ہے لہٰذا لفظ اَللّٰہُ الصَّمَدُ اسمِ اعظم ہوا،اس لیے جو اسے اَللّٰہُ الصَّمَد یعنی یہ کہتا ہے کہ تو میرا بے نیاز معبود ہے تو وہ اسے بے نیاز بندہ بنا دیتا ہے۔ایسے ہی لفظ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، یَالَطِیْفُ۔ یَاقَادِرُ۔ یَاعَلِیُّ۔ یَابَدِیْعُ اسمِ اعظم ہیں کیونکہ ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی ایک خصوصی شان مضمر ہے جو ان الفاظ کے پڑھنے سے ظاہر ہوتی ہے۔اس ضابطہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل آیات اور احادیث کے الفاظ کا شمار اسمِ اعظم میں ہوتا ہے اور ان اسماء کو کثرت سے پڑھنے کے بعد جو دعا بھی اللہ کے حضور کی جائے وہ ان شاء اللہ قبول ہو گی۔

اسمِ اعظم کے بارے میں ارشاداتِ نبوی ﷺ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن اسمائے الٰہی، آیات یا کلمات میں شانِ الٰہی کا خصوصی جلوہ مشاہدہ فرمایا ان کی بطور اسمِ اعظم نشاندہی فرمائی۔اللہ تعالیٰ کا کوئی ایک ہی اسمِ پاک اسمِ اعظم نہیں ہے بلکہ متعدد اَسماءِ حُسنیٰ اور کلمات کو اسمِ اعظم قرار دیا گیا ہے۔یہ خاص روحانی راز تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو آگاہ فرمایا۔اس ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ کرنے کا شرف حاصل کریں۔

1۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا وہ اسمِ اعظم نہ بتا دوں کہ جب اس کو پکارا جائے اجابت کرے اور جب اس سے سوال کیا جائے،عطا فرمائے۔وہ دعا یہ ہے جو حضرت یونس علیہ السلام نے تین تاریکیوں میں کی تھی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک میں حد سے تجاوز کرنے والوں سے ہوں۔

کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خاص دعا حضرت یونس علیہ السلام کے لیے ہے یا سب مسلمانوں کے لیے؟ فرمایا آپ نے خدا کا ارشاد نہ سنا کہ:

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ۔ الانبیاء[21:88]

پس ہم نے یونس علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور اسے غم سے نجات دی اور یوں ہی نجات دیں گے ایمان والوں کو۔(16)

2۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (مشکوٰۃ)

اے اللہ میں تجھ سے اس لیے التجا کرتا ہوں کہ بے شک تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، نہ تو نے کسی کو جنا اور نہ تو کسی سے جنا گیا اور تیرا کوئی ہم سر نہیں۔

ارشاد فرمایا اللہ کی قسم تو نے اللہ تعالیٰ سے وہ اسم اعظم لے کر سوال کیا کہ جب اس سے سوال کیا جائے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اس سے دعا کی جاتی ہے تو قبول فرماتا ہے۔(17)

3۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ O الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ البقرہ[2:163]+ آلِ عمران[3:1-2]

اور وہی تمہارا واحد معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو رحمٰن ورحیم ہے O الف لام میم اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ قائم ہے۔(18)

4۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن صامت رضی اللہ عنہ کو یوں دعا کرتے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔

اے اللہ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں بے شک تو ہی حمد کے لائق ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں اے بہت زیادہ احسان کرنے والے اے، بہت زیادہ مہربان اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے جلال اور اکرام کے مالک اے زندہ اور قائم۔

فرمایا یہ اللہ کا وہ اسم اعظم ہے کہ جب اس سے پکارا جائے۔ اجابت کرے اور جب مانگا جائے عطا فرمائے۔(19)

5۔ حدیث میں ہے کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنُ وَاَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهُمَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرْلِيْ وَتَرْحَمْنِيْ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں اسم اعظم ہے۔(رواہ ابن ماجہ)

6۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو ان پانچ کلموں سے دعا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگے گا اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اُسی کا تمام ملک ہے اور اُسی کی تمام تعریف اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور کوئی بھی طاقت اور کوئی بھی قوت اس کے بغیر میسر نہیں ہے۔

7۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس کچھ دعائیں لائے اور عرض کی جب حضور نبی کریم ﷺ کو کوئی حاجت پیش آئے تو آپ ﷺ یہ پڑھ کر دعا مانگیں۔

يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَاصَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَا غَيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَا كَاشِفَ السُّوْءَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ يَااِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ بِكَ اُنْزِلُ حَاجَتِيْ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا فَاقْضِهَا

8۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بندہ يَارَبُّ يَارَبُّ کہتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔لَبَّيْكَ اے میرے بندے مانگ کہ تجھے دیا جائے۔(راہ ابن ابی الدنیا عن عائشہؓ)

9۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام اذکار سے افضل کلمہ طیبہ ہے۔
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔)

10۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو یہ کہہ رہا تھا يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط اے سب پر رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو جو چاہے مانگ اللہ کی نگاہِ کرم تجھ پر ہے۔(حصن حصین)

امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے جس اسم میں ڈوب کر دعا کرے وہی اسم اعظم ہے، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ اس اعظم کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس نے مخلوق میں سے کسی شخص کو اس پر مطلع نہیں کیا۔بعض علماء اسمِ اعظم کے ثبوت کے قائل ہیں اور اس کی تعین میں ان کا اختلاف ہے۔اس مسئلہ میں درج ذیل کل چودہ قول ہیں:

1۔ امام فخر الدین رازی نے بعض اہل کشف سے نقل کیا کہ اسمِ اعظم ''ھو'' ہے۔

2۔ اسمِ اعظم ''اللّٰہ'' ہے۔کیونکہ یہی وہ اسم ہے جس کا اللہ کے غیر پر اطلاق نہیں ہوتا۔

3۔ اسمِ اعظم ''اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ'' ہے۔اس سلسلہ میں امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

4۔ اسمِ اعظم ''اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاحِدُ'' ہے۔کیونکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور سورۂ آل عمران کی ابتداء اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔(20)

5۔ اسمِ اعظم ''اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ'' ہے کیونکہ امام ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔بقرہ، آل عمران، اور طہٰ۔حضرت ابوامامہ کہتے ہیں میں نے ان سورتوں میں اسم اعظم کو تلاش کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ''اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ'' ہے۔امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ربوبیت پر ان کی دلالت سب اسماء سے زیادہ ہے۔(21)

6۔ ''اَلْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ'' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے۔سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں اس کی اصل ہے اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔(22)

7۔ ''بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ'' اس کو امام ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

8۔ ''ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ'' امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے يَاذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا

اس کی دعا قبول ہوگی۔

9۔ ''اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ'' امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اسم اعظم کی روایت کے سلسلہ میں اس روایت کی سند سب سے زیادہ قوی ہے۔(23)

10۔ ''رَبِّ رَبِّ'' امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو درداء رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا: اللہ کا اسم اکبر رَبِّ رَبِّ ہے۔ اور امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب بندہ رَبِّ رَبِّ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''لبیک میرے بندے! تو سوال کر تجھے دیا جائے گا''۔

11۔ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ'' امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو مسلمان شخص ان کلمات کے ساتھ دعا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

12۔ ''هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ'' امام رازی نے نقل کیا ہے کہ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کو اسمِ اعظم کی تعلیم دے تو انہوں نے خواب میں یہ کلمات دیکھے۔

13۔ اسمِ اعظم اسماءِ حسنیٰ میں مخفی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اسمِ اعظم ان اسماء میں ہے جن سے تم نے دعا کی ہے۔

14۔ اسمِ اعظم کلمۃ التوحید ہے۔ اس کو قاضی عیاض نے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری جلد 11)

اسمِ اعظم کے بارے میں اکابرینِ اُمت کی آراء:

1۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اسمِ اعظم اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ہے۔

2۔ ابوامامہ باہلی صحابی رضی اللہ عنہ کے شاگرد قاسم بن عبدالرحمٰن شامی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اسمِ اعظم اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ہے۔

3۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء سے نقل فرمایا ہے کہ اسمِ اعظم کلمہ توحید ہے۔ از امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ و بعض صوفیاء کرام نے کلمہ ھو کو اسمِ اعظم بتایا۔

4۔ بعض علماء یَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کو اسمِ اعظم کہتے ہیں۔

5۔ بعض علماء نے یَا اَللّٰهُ يَارَحْمٰنُ يَارَحِيْمُ کو اسمِ اعظم کہا ہے۔

اسمِ اعظم ......اسمِ ذات:۔

1۔ قرآن وحدیث میں اسمِ ذات کی فضیلت کا خصوصاً ذکر ہوا ہے۔ زیادہ تر اولیاء اللہ نے اسمِ ذات کو اسمِ اعظم قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَاذْكُرِاسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا۔ المزمل [73:8]

اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا، اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ الدھر [76:25]

اور یاد کرتے رہا کرو اپنے رب کے نام کو صبح بھی اور شام بھی۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

عَنْ اَنَسٍ بِنِ مَالِكٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا يُقَالُ فِی الْاَرْضِ ''اَللّٰهُ اَللّٰهُ''

جب تک روئے زمین پر ''اللہ اللہ'' کا ذکر رہے گا تو اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں لفظ اللہ کا ذکر مکرر آیا ہے، اور دوسری روایت میں ہے:

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ يَقُوْلُ ''اَللّٰهُ اَللّٰهُ''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی ''اللہ اللہ'' کا ورد کرنے والے پر قیامت قائم نہیں ہوگی......''

2۔ علامہ ابن عابدین اپنے مشہور حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''لفظ اللہ اسم اعظم ہے''۔

3۔ امام طحاوی اور کثیر علماء وصوفیاء نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے حتیٰ کہ وہ فرماتے ہیں کہ صاحبِ مقام کے لیے لفظ ''اللہ'' کے ذکر سے بڑھ کر کوئی ذکر نہیں۔

4۔ علامہ الخادمی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، الکسائی، الشعبی، اسماعیل ابن اسحاق، ابوحفص اور جمہور علماء کے نزدیک لفظ ''اللہ'' اسم اعظم ہے۔ اور یہی عقیدہ صوفیائے کرام اور مشائخ کا ہے اور ان کے نزدیک صاحبِ مقام کے لیے لفظ ''اللہ'' کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے: ''قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ''۔ الانعام [6:91] فرمادیجئے: (یہ سب) اللہ (ہی کا کرم ہے) پھر آپ انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیں۔

5۔ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لفظ ''اللہ'' کا ذاکر اپنی ذات سے بے خبر اور اپنے رب کے ساتھ واصل ہوتا ہے۔ وہ احکام الٰہیہ پر سختی سے کاربند اور دل کے ساتھ اس کے مشاہدہ میں مشغول رہتا ہے۔ حتیٰ کہ مشاہدہ کے انوار وتجلیات اس کی بشری صفات کو جلا کر رکھ دیتے ہیں۔

6۔ سید ابوالعباس موسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے سالک! تجھے ''اللہ، اللہ'' کا ذکر کرنا چاہیے کیونکہ یہ اسم تمام اسماء کا سلطان ہے۔ اس کا آغاز علم اور انتہاء نور ہے لیکن یہ نور بالذات مقصود نہیں ہوتا، بلکہ اصل مقصود وہ کشف اور مشاہدہ ہے جو ذاکر کو حاصل ہوتا ہے، اس لیے اسی اسم کا ذکر بکثرت کرنا چاہیے باقی تمام اذکار پر اسے ترجیح دینی چاہیے۔ کیونکہ یہ ذکر کلمہ توحید میں موجود تمام عقائد، علوم، آداب اور حقائق کو شامل ہے''۔

7۔ عارف باللہ ابن عجیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ ''اللہ'' سلطان الاسماء اور اسم اعظم ہے۔ ذاکر زبان کے ساتھ اس ذکر میں مشغول رہتا ہے یہاں تک کہ یہ ذکر اس کے گوشت اور خون میں شامل ہوجاتا ہے۔ اس کے انوار ذاکر کے کلیات وجزئیات میں سرایت کر جاتے ہیں، اور پھر ذکر زبان سے دل کی طرف، اور دل سے روح کی طرف، اور روح سے سر کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اس وقت زبان ساکت وصامت ہوجاتی ہے، اور ذاکر کو وصال اور مشاہدۂ حق حاصل ہوتا ہے۔

8۔ شیخ عبدالقادر عیسیٰ الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اے مرید صادق! لفظ ''اللہ'' کے ذکر پر ثابت قدم رہ جبکہ تجھے اس کی کسی مرشد کامل نے اجازت دی ہو۔ کیونکہ یہ ذکر خواہشاتِ نفسانیہ کو ان کی جڑوں سے اکھیڑ دیتا ہے۔ اور بعض اوقات مرید کو ابتداء میں اس ذکر کی وجہ سے حرارت اور تنگی محسوس ہوتی ہے، وجہ یہ ہے کہ اس کا نفس اس ذکر کا عادی نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ ذکر دل سے عالمِ خلق کو زائل کردیتا ہے اور اسے کائنات سے خالی کردیتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض مشائخ ابتداء میں اپنے مرید کو لا الہ الا اللہ کے ذکر کا حکم دیتے ہیں۔ جب ان کے دلوں میں نفی واثبات پختہ ہوجاتا ہے تو انہیں لفظ اللہ کے ذکر کی تلقین کرتے ہیں۔ اور اس پر دوام اور اس کی تلخی برداشت کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ اگر مرید ابتداء میں اس تلخی پر صبر نہ کرسکے اور اس ذکر کو ترک کردے تو منازلِ سلوک میں آگے ترقی نہیں کرسکتا۔ اور اپنی کم ہمتی کی وجہ سے خیر کثیر سے محروم ہوجاتا ہے۔ مگر جو مریدِ صادق اس ذکر کا پختہ ارادہ کرکے صبر واستقامت سے کام لیتا ہے تو یہ اسم اس کے دل میں نقش اور کندہ ہوجاتا ہے۔ غفلت اور کاہلی دور ہوجاتی ہے یہاں تک کہ یہ مبارک اسم اس کی رگوں میں سرایت کرکے اس کی روح کے ساتھ مل جاتا ہے۔ پھر مذکور (ذات باری تعالیٰ) ہمیشہ اس کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔ جب لوگ غفلت کریں تو وہ غافل نہیں ہوتا اس وقت وہ مقام احسان پر فائز ہوجاتا ہے جس کی طرف نبی پاک ﷺ نے اپنی اس حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے: (اَلْاِحْسَانِ) اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ۔ (24)

حاصل کلام:۔ اسمِ اعظم میں دنیا وآخرت میں کامیابی اور مشکلات کا حل موجود ہے بشرطیکہ خلوصِ دل سے اس کا وظیفہ کیا جائے بلکہ ولایت کا راز ہی اسمِ اعظم ہے۔

دعائے اسمِ اعظم:۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسم اعظم کی تحقیق میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ بہ سبب خوف ضخامت اس پر اکتفاء کیا جاتا ہے کہ بعض محققین نے فرمایا ہے کہ یہ دعا سب کی جامع ہے وہ سب اسم اعظم جو بزرگوں سے منقول ہیں، اس میں آجاتے

ہیں، دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا حَنَّانُ یَامَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا خَیْرَ الْوَارِثِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یَا سَمِیْعَ الدُّعَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا عَالِمُ یَا سَمِیْعُ یَا عَلِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا مَالِکَ الْمُلْکِ یَا مَلِکُ یَا سَلَامُ یَا حَقُّ یَا قَدِیْمُ یَا قَآئِمُ یَا غَنِیُّ یَا مُحِیْطُ یَا حَکِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا قَاھِرُ یَا رَحْمٰنُ یَارَحِیْمَ یَا کَرِیْمُ یَا مُخْفِیْ یَا مُعْطِیْ یَامَانِعُ یَا مُحْیِ یَا مُقْسِطُ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا رَبُّ یَارَبُّ یَا رَبُّ یَا وَھَّابُ یَا غَفَّارُ یَا قَرِیْبُ یَا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اَنْتَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَاِسْمُ اللّٰہِ تَعَالٰی الْاَعْظَمُ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (حصن حصین)

تمام منقول ومعروف اسمائے اعظم پر مشتمل ایک اور دعا بھی معروف ہے اور مشائخ کے وظائف میں شامل ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔

دعائے متضمن باسمِ اعظم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۃ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۃ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط لَآاِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یَارَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ یَآ اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَیَاکَاشِفَ السُّوْءِ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یَا مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ یَآ اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ اَنْزِلُ بِکَ حَاجَتِیْ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِھَا فَاقْضِھَا بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

الٓمّٓ اللہ وہ ہے کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے سب کا قائم رکھنے والا ہے اور تمہارا معبود اکیلا معبود ہے سوائے اس کے کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا۔ اللہ اللہ اللہ وہ ہے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں عرشِ عظیم کا مالک۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے۔ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اکیلا ہے وہ کوئی اس کا شریک نہیں اُسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ہر تعریف اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اور بلا مددِ الٰہی نہ گناہوں سے بچنا میسر ہے نہ طاعت پر قوت۔ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں پاکی ہے تیرے لیے بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔ اے میرے رب اے میرے مالک اے

میرے آقا اے معبود اے نہایت رحم کرنے والے اے نہایت درجہ مہربان۔اے اللہ میں تجھ سے اس وسیلے سے طلب کرتا ہوں کہ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے کوئی معبود سوائے تیرے نہیں۔اکیلا ہے بے پرواہ ہے نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ خود کسی سے جنا گیا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس پر (نظر رکھتے ہوئے) کہ تیرے لیے ہر تعریف ہے سوائے تیرے کوئی معبود نہیں اکیلا ہے تو تیرا کوئی شریک نہیں۔اے نہایت مہربان اے بہت نعمت دینے والے اے ابتداءً زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے اے عظمت وکرم والے اے زندہ اے ہمیشہ قائم رہنے والے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اے آسمان وزمین کے بغیر نمونہ پیدا کرنے والے اے صاحبِ عظمت وکرم اے مدد طلب کرنے والوں کے فریادرس اور اے فریادیوں کے فریادرس اور اے مصیبت و برائی کو دور کرنے والے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے اے پریشان حال لوگوں کی دعا کو قبول کرنے والے اے تمام عالموں کے معبود میں تیرے حضور اپنی حاجت پیش کرتا ہوں اور تو اسے خوب جانتا ہے پس تو اسے پورا فرما دے اپنی رحمت سے۔اے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

روحانی کلیہ برائے استخراجِ اسمِ اعظم:۔کائنات کی ہر شے میں ایک خاص ترکیب وتناسب پایا جاتا ہے۔مادی اور روحانی دنیا کی ہر شے کی بناوٹ اور کارکردگی میں خاص اصول وضوابط کارفرما ہیں۔جو لوگ ان اصول وضوابط سے اور ان سے کام لینے کے طریقوں سے آگاہ ہوئے انہوں نے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے۔

فزکس کے ماہرین نے مادے کی بنیادی اکائی ایٹم (Atom) دریافت کیا۔انہوں نے مختلف عناصر کے ایٹمز کی بناوٹ پر غور وفکر کیا۔ ذاتِ باری تعالیٰ نے ان پر اسرار ورموز منکشف کیے اور انہوں نے بجلی پیدا کرنے، ایٹمی توانائی حاصل کرنے کے طریقے دریافت کر لیے۔کیمیا دانوں نے عناصر کی ترکیب سے مختلف کیمیائی اشیاء بنانے کے طریقے دریافت کر لیے۔ماہرینِ حیاتیات نے تمام جانداروں کی بناوٹ اور کارکردگی کی بنیادی اکائی (سیل) پر تحقیق کر کے طب کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔

سائنس کا ہر ایک سٹوڈنٹ جانتا ہے کہ ایٹم کے مرکزی حصہ کو نیوکلیس کہتے ہیں جس میں مثبت ذرات پروٹانز اور تعدیلی ذرات نیوٹرانز موجود ہوتے ہیں۔اس کے اردگرد دائروں میں منفی ذرات الیکٹرانز گردش کرتے ہیں۔مختلف عناصر کے ایٹمز میں یہ ذرات مخصوص ترتیب اور تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ہر ایک عنصر کے ایٹم میں موجود پروٹونز کی تعداد کو اُس کا ایٹمی نمبر قرار دیا جاتا ہے۔مثلاً ہیلیم (He) کا ایٹمی نمبر 2 ہے۔کاربن کا ایٹمی نمبر 6 ہے۔سائنسدانوں نے اب تک دریافت ہونے والے عناصر کے ایٹمی نمبرز، ان عناصر میں موجود الیکٹرانز کی ترتیب اور عناصر کی کیمیائی خصوصیات کے لحاظ سے ایک چارٹ ترتیب دیا ہے۔جسے دوری جدول (Periodic Table) کہتے ہیں۔

ہر جاندار کے جسم کی بناوٹ اور کارکردگی کی بنیادی اکائی سیل ہے۔ایٹم کی طرح سیل کی بھی مخصوص بناوٹ ہوتی ہے۔ہر نوع کے سیل میں کروموسومز کی مخصوص تعداد پائی جاتی ہے۔مثلاً انسانی سیل میں کروموسومز کی تعداد 46 ہے۔بندر اور خرگوش میں سے ہر ایک کے سیل میں کروموسومز کی تعداد 48 ہے۔آلو اور تمباکو کے سیلز میں بھی کروموسومز کی تعداد 48 ہے۔

عصرِ حاضر میں کمپیوٹر سائنس کے شعبہ میں ہونے والی انقلابی پیش رفت کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔کمپیوٹر سائنس میں سافٹ ویئر سے مراد کمپیوٹر پروگرامز ہیں جن سے مختلف کام لیے جاتے ہیں۔ہارڈ ویئر سے مراد وہ آلات ہیں جن کی مدد سے یہ کمپیوٹر پروگرامز استعمال کیے جاتے ہیں یا جن کو ان کمپیوٹر پروگرامز کی مدد سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔مثلاً کمپیوٹر ہارڈ ویئر سے مراد کمپیوٹر کا مانیٹر، پرنٹر، کی بورڈ، ماؤس وغیرہ ہیں۔کمپیوٹر سافٹ ویئر سے مراد وہ پروگرامز ہیں جن کی مدد سے ہم کمپیوٹر کو ڈیٹا (data) اور ہدایات (instructions) مہیا کرتے ہیں اور کمپیوٹر سے مطلوبہ نتائج حاصل کرتے ہیں اور انہیں اپنی ضرورت کے مطابق محفوظ کر لیتے ہیں۔

کمپیوٹر ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر سسٹم کی بنیاد صرف دو ہندسوں صفر (0) اور ایک (1) پر ہے۔اس کی ابتداء بجلی کے سادہ سرکٹ (آن آف سوئچ کے سرکٹ) سے ہوئی۔جب آپ سوئچ آن کرتے ہیں تو لائٹ آن ہو جاتی ہے۔جب سوئچ آف کرتے ہیں تو لائٹ آف ہو جاتی ہے۔سوئچ آن کرنے سے سرکٹ میں کرنٹ کا بہاؤ شروع ہو جاتا ہے اور لائٹ آن ہو جاتی ہے۔سوئچ آف کرنے سے سرکٹ بریک ہو جاتا ہے یعنی سرکٹ میں کرنٹ کا بہاؤ رک جاتا ہے اور لائٹ آف ہو جاتی ہے۔

کمپیوٹر سائنس میں کمپیوٹر کو کرنٹ مہیا کیا جاتا ہے۔ جب ہم کمپیوٹر آن کرتے ہیں تو کرنٹ کی وجہ سے اس کی تاریک سکرین روشن ہو جاتی ہے۔ کمپیوٹر میں آن/آف سرکٹ کی تکنیک استعمال کر کے صفر (0) اور ایک (1) دو ہندسوں کی مدد سے ثنائی نظام میں کوڈنگ کی جاتی ہے۔ یہ مختلف کوڈز مختلف ہدایات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان ہدایات کے مطابق کمپیوٹر پر نظر آنے والی روشنی سے ہر طرح کے جلوے نمودار ہو جاتے ہیں۔ اس روشنی سے رنگ، آوازیں، عبارتیں، تصاویر، حقیقی زندگی کے مختلف مظاہر سکرین پر نظر آنے لگتے ہیں۔ یہ روشنی، آوازیں، رنگ، ہدایات، معلومات، سب کے سب دو ہندسوں صفر (0) اور ایک (1) کے پیچھے کارفرما منطق سے جنم لیتے ہیں۔ ان دو ہندسوں پر غور کریں تو صفر (0) نفی (Negation) کی علامت ہے اور ایک (1) وجود کے اثبات کی علامت ہے۔ نفی اثبات سے مراد کلمہ طیبہ ہے۔ اس کا پہلا حصہ 'لا الٰہ نفی (0) کا مظہر ہے اور دوسرا حصہ اِلَّا اللّٰہ اثبات (1) کا مظہر ہے۔

نفی سے مراد ہے کوئی بھی معبود نہیں ہے، اثبات سے مراد ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اگر آپ دونوں ہندسوں صفر (0) اور ایک (1) سے ایک (1) کو نکال دیں تو پیچھے صرف صفر (0) رہ جاتا ہے۔ صفر (0) کی بذاتِ خود کوئی قدر و قیمت نہیں۔ یہ ایک (1) کے ساتھ لگائیں تو دس (10) کا ہندسہ بن جاتا ہے۔ اس طرح ایک کے دائیں صفر بڑھاتے جائیں عدد کی قیمت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح جب درویش صراطِ مستقیم پر چلتا ہے اور ایک کے دائیں طرف صفر پر صفر کی طرح منفی اقدار، منفی خیالات، منفی افکار و تصورات اور منفی قوتوں کی نفی کرتا چلا جاتا ہے تو اس کی قیمت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

اگر دیکھا جائے تو صراطِ مستقیم سے مراد سیدھا راستہ ہے۔ سیدھے راستے کی نشاندہی کے لیے سیدھا خط (I) کھینچا جائے تو ایک کا ہندسہ بنتا ہے۔ دنیا کی ہر زبان کا پہلا حرف ذاتِ باری تعالیٰ کی نمائندگی کرتا ہے۔ اردو، عربی، فارسی وغیرہ میں پہلا حرف 'ا' ہے۔ ا سے مراد اللہ ہے۔ انگریزی زبان کا پہلا حرف 'A' ہے۔ 'A' سے Allah کا لفظ بنتا ہے۔ اس طرح گنتی اور شمار کے جتنے بھی طریقے ہیں سب میں گنتی ایک (One) سے شروع ہوتی ہے۔ ایک (1) سے دو (1+1)، ایک سے تین (1+1+1)' ایک سے چار (1+1+1+1) اور اسی طرح دیگر اعداد بنتے ہیں۔

تمام ہندسوں، حرفوں کی بناوٹ میں نکتہ (•) بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک نکتے کے ساتھ دیگر نکات ملیں تو تمام ہندسے، حروف، اشکال اور تصاویر بنتی ہیں۔ کمپیوٹر سائنس میں نکتے کو dot یا pixel کہتے ہیں۔ کمپیوٹر پر تمام تصاویر (images) اور عبارتیں (texts) انہی نکات (pixels) سے بنتی ہیں۔

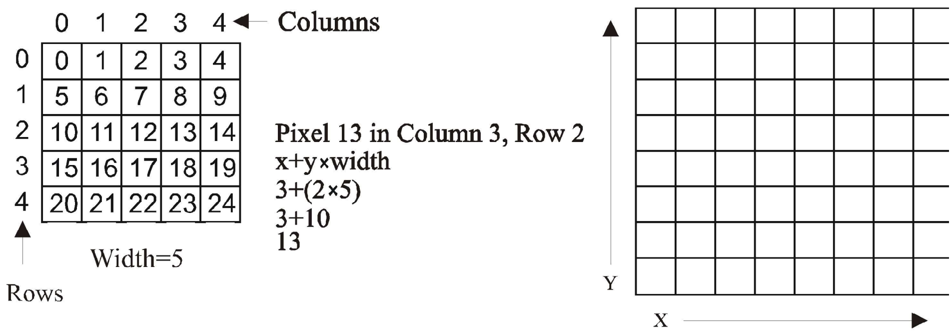

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے 'ب' کے نکتہ سے معرفتِ الٰہی کی اسی بنیادی اساس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ تمام مادی اشیاء، جاندار اشیاء اور روحانی دنیا کی اساس یہی ایک نکتہ (•) ہے۔ تمام علوم اور مظاہر کائنات کا سرچشمہ یہی نکتہ ہے۔ اسی نکتہ کی کلمہ طیبہ (نفی اثبات) کی شکل میں تعلیم دی گئی ہے۔ جس طرح کمپیوٹر سائنس کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے۔ اسی طرح کائنات کی اساس کلمہ طیبہ ہے۔

حاصل کلام یہ کہ جس طرح مادی دنیا میں کچھ اصول (Principles) و قوانین (Laws) کارفرما ہیں اسی طرح روحانی دنیا میں بھی ذاتِ باری تعالیٰ کے مقرر کردہ اصول و قوانین کی حکمرانی ہے۔ جس طرح مادی دنیا میں تحقیق و جستجو پر سائنسدانوں پر کچھ راز منکشف ہو جاتے ہیں۔ اس طرح روحانی دنیا میں تحقیق و جستجو پر اولیاء اللہ جو کہ روحانی سائنسدان ہیں ان پر ذات باری تعالیٰ روحانی دنیا میں کارفرما اصول و

قوانین منکشف کر دیتی ہے۔

آج کل صرف مادی ترقی کے خواہاں مادہ پرست لوگ دین اور روحانیت کے منکر ہیں۔ وہ بھول گئے ہیں کہ دین اسلام مادی ترقی و خوشحالی کا مخالف نہیں۔ دین اسلام چاہتا ہے کہ انسان اصل مقصد حیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مادی ترقی بھی کرے اور روحانی ترقی بھی۔

طبعی علوم (Material Scinces) کی طرح روحانی سائنس (Spiritual Science) میں بھی دلچسپی لینی چاہیے۔ انسان کی آخرت کا زیادہ تر تعلق اس کی روحانی پاکیزگی اور ذاتِ باری تعالیٰ سے تعلق پر ہے۔ اس لیے روحانی سائنس (تصوف) میں زیادہ دلچسپی کی ضرورت ہے۔ عصر حاضر کے تقاضے پورے کرنے کے لیے اور دیگر اقوام عالم کے بے جا غلبہ وتسلط سے بچنے کے لیے طبعی علوم میں بھی بھرپور دلچسپی لینے کی ضرورت ہے۔ روحانی ترقی کے بغیر صرف مادی اور سائنسی ترقی غارت گرِ انسانیت ہے۔ جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ مادی وسائنسی لحاظ سے ترقی یافتہ اقوام کمزور اقوام پر ظلم کر رہی ہیں۔ عیسائی، یہودی اور دیگر غیر مسلم اقوام مادی وسائنسی ترقی کا ناجائز فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ اگر مسلم سائنسدانوں کو ایٹم بم بنانے کا فارمولا ملتا تو وہ ہرگز ایٹم بم نہ بناتے یا اسے انسانیت کے خلاف استعمال نہ کرتے کیونکہ دین اسلام قدرتی قوتوں اور انسانی صلاحیتوں کے منفی استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔ یہود ونصاریٰ کسی اخلاقی ضابطے کے پابند نہیں۔ اس لئے ان کی مادر پدر آزاد ترقی غارت گر انسانیت ثابت ہوئی ہے۔ اسی لیے دین اسلام روحانی واخلاقی ترقی کے بغیر مادی ودنیوی ترقی و خوشحالی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر غلام جیلانی کا نقطۂ نظر عین درست معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''آج مسلم اور غیر مسلم سب کے سب روحانی قوت سے خالی ہیں اور برتری کا واحد معیار مادّی اسباب ووسائل کی کثرت ہے۔ جس قوم کے پاس کائناتی قوت کے ذخائر زیادہ ہوں گے وہ زیادہ طاقت ور سمجھی جائے گی۔ اگر کل دنیا میں کوئی ایسی قوم پیدا ہو جائے جو عظیم کائناتی علم اور عرش گیر عشق سے مسلّح ہو تو مجھے یقین ہے کہ روس اور امریکہ خوف سے کانپ اُٹھیں گے اور عالمِ انسانی کی قیادت اس کے حوالے ہو جائے گی۔
انگلستان صرف پانچ کروڑ نفوس کی ایک چھوٹی سی قوم ہے لیکن دو سو برس تک تمام دنیا کی لیڈر رہی۔ دوسری جنگِ عظیم (1939ء......1945ء) کے بعد مسندِ قیادت امریکہ کے سپرد ہو گئی اور اب یہ امتیاز روس کو عطا ہو رہا ہے۔ پاکستان انگلستان سے آبادی میں دوگنا اور رقبہ میں چار گنا بڑا ملک ہے۔ اگر انگلستان دو صدیوں تک دنیا کی قیادت کر سکتا ہے تو کل یہ اعزاز پاکستان کو بھی مل سکتا ہے، بشرطیکہ اہل پاکستان علم وعشق کی توانائیوں سے مسلّح ہو جائیں۔

تری نگاہ میں ہے معجزات کی دُنیا مری نگاہ میں ہے حادثات کی دُنیا
عجب نہیں کہ بدل دے اسے نگاہ تری بلا رہی ہے تجھے ممکنات کی دُنیا (26)

عزیزانِ من! ان تمام باتوں کا مقصد روحانیت کی قدر وقیمت اور ضرورت واہمیت واضح کرنا تھا۔ یہ بھی واضح کرنا ضروری تھا کہ روحانیت بھی ایک سائنس ہے۔ یہ دیگر سائنسی علوم سے زیادہ اہم اور قدر وقیمت کی حامل ہے۔ دیگر سائنسی علوم کی طرح روحانیت میں بھی کچھ اصول وقوانین کارفرما ہیں جن کی پابندی سے انسان زیادہ بہتر طور پر اور زیادہ آسانی سے مقصدِ حیات حاصل کر سکتا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ان اصول وقوانین سے آگاہ فرمایا ہے۔ اولیاء اللہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض کی بدولت ان کی خصوصی تفہیم حاصل ہوئی ہے۔ ان اصول وقوانین میں سے ایک اہم ترین راز 'اسمِ اعظم' ہے۔

حروف ابجد کے جدول سے استخراج اسمِ اعظم:۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے روحانی سائنس کے ایک اہم علم، علمِ جفر کے ذریعے ہر انسان کا ذاتی اسمِ اعظم معلوم کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے۔ جس طرح ہر ایٹم کا ایک مخصوص نمبر ہے اور ہر سیل میں کروموسومز کی مخصوص تعداد ہوتی ہے اسی طرح علم جفر میں ہر حرف کی ایک قیمت مقرر ہے۔ علمِ کیمیا میں دوری جدول (Periodic Table) کی طرح علمِ جفر میں ماہرین علوم روحانی نے حروف ابجد کا جدول ترتیب دیا ہے۔ اس جدول کی مدد سے ہر شخص کا ذاتی اسمِ اعظم معلوم کیا جا سکتا ہے۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	20	30	40	50

س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
60	70	80	90	100	200	300	400	500	600	700	800	900	1000

اپنی ذات کے لیے اسم استخراج کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نام کے اعداد نکال کر اتنے ہی اعداد کا اسم باری تعالیٰ تلاش کریں۔ اگر ایک اسم نہ ملے تو دو اسمائے باری تعالیٰ ملا کر اپنا اسمِ اعظم بنالیں۔ مثلاً اگر کسی کے نام کے اعداد 500 ہیں تو اس کے لیے اسمِ اعظم ﴿یَامَتِیْنُ﴾ ہوگا ایک قول کے مطابق اعداد دوگنا کر کے یعنی 1000 بار ورد میں رکھیں تو اس اسم کی تلاوت اسمِ اعظم کا کام دے گی۔

'نور محمدؐ' کے اعداد یہ ہیں:

ن	و	ر	م	ح	م	د	میزان
50	6	200	40	8	40	4	348

اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم (نام) ایسا موجود نہیں جس کے اعداد کی میزان 348 ہو۔ اس لیے دو اسماء، بَصِیرٌ (302) اور وَلِیٌّ (46) کو جمع کرنا پڑے گا۔ ان دونوں ناموں کا میزان (348) ہو جائے گا۔

محمود علی انجم کے اعداد یہ ہیں:

م	ح	م	و	د	ع	ل	ی	ا	ن	ج	م	میزان
40	8	40	6	4	70	30	10	1	50	3	40	302

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام بَصِیرٌ کے اعداد 302 ہیں۔ اس لحاظ سے محمود علی انجم کو چاہیے کہ ہر نماز کے بعد یا نمازِ فجر و نمازِ عشاء کے بعد یَا بَصِیرُ یَااللّٰہ کا چھ سو چار بار (604 = 2 x 302) ورد کرے۔ اپنے ذاتی اسمِ اعظم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اسمِ ذات (اسمِ اعظم) کو ملا کر دوگنی تعداد میں پڑھا جائے تو جلد اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

کوشش کر کے اپنے نام کے اعداد کے مطابق وہ اسم یا اسماء منتخب کریں جو اسی عنصر یا موافق عنصر کے ہوں جو آپ کے نام کے پہلے حرف کے مطابق ہے۔ اس سے ذکر کی تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ نام کے موافق حرف یا حروف سے شروع ہونے والے اسمائے باری تعالیٰ منتخب کرنے کے لیے درج ذیل جدول سے مدد لیں۔

نمبر شمار	برج	ستارہ	وقفہ قیام شمس	متعلقہ حروف	مزاج	کیفیت
1	حمل	مریخ	21 مارچ سے 20 اپریل تک	ا۔ل۔ع۔ی	آتشی	گرم خشک
2	ثور	زہرہ	21 اپریل سے 21 مئی تک	ب۔و	خاکی	سرد خشک
3	جوزا	عطارد	22 مئی سے 22 جون تک	ق۔ک	بادی	گرم تر
4	سرطان	قمر	23 جون سے 23 جولائی تک	ح۔ہ	آبی	سرد تر
5	اسد	شمس	24 جولائی سے 23 اگست تک	م	آتشی	گرم خشک
6	سنبلہ	عطارد	24 اگست سے 23 ستمبر تک	پ۔غ	خاکی	سرد خشک
7	میزان	زہرہ	24 ستمبر سے 23 اکتوبر تک	ا۔ت۔ط	بادی	گرم تر
8	عقرب	مریخ	24 اکتوبر سے 22 نومبر تک	ن۔ظ۔ذ۔ض۔ز	آبی	سرد تر
9	قوس	مشتری	23 نومبر سے 20 دسمبر تک	ف	آتشی	گرم خشک
10	جدی	زحل	21 دسمبر سے 19 جنوری تک	ج۔خ۔گ	خاکی	سرد خشک
11	دلو	زحل	20 جنوری سے 18 فروری تک	س۔ش۔ص۔ث	بادی	گرم تر

12	حوت	مشتری	19فروری سے 20مارچ تک	د۔چ	آبی	سرد تر

آتش و باد اور آب وخاک میں دوستی (موافقت) ہے۔آتش وآب میں اور باد وخاک میں دشمنی (عدم موافقت) ہے۔آتش وخاک میں اور باد وآب میں نہ دوستی (موافقت) ہوتی ہے نہ دشمنی (عدم موافقت)۔(27)

مثال:۔محمودعلی انجم کے نام کا پہلا حرف 'م' ہے۔نام کے لحاظ سے برج اسد اور ستارہ شمس ہے۔حرف 'م' آتشی مزاج رکھتا ہے۔محمودعلی انجم کی تاریخ پیدائش 29 نومبر 1963ء ہے۔تاریخ پیدائش کے مطابق اس کا برج قوس اور ستارہ مشتری ہے۔اس برج اور ستارے سے متعلقہ حرف 'ف' بھی آتشی مزاج رکھتا ہے۔نام اور تاریخ پیدائش ایک ہی عنصر (آتشی) سے تعلق رکھتے ہیں اور باہم موافق ہیں۔علم جفر کی رو سے محمودعلی انجم کے نام کی عددی قیمت '302' ہے۔اسمِ باری تعالیٰ بَصِیْرٌ کی عددی قیمت بھی '302' ہے۔یہ اسم حرف 'ب' سے شروع ہوتا ہے اور اس کا مزاج خاکی ہے۔آتش وخاک میں نہ موافقت ہوتی ہے اور نہ عدم موافقت۔اس لیے اس اسم کے ورد سے بفضلِ تعالیٰ اثرات جلد مرتب ہوں گے۔محمودعلی انجم آتشی یا بادی مزاج کے حروف سے شروع ہونے والے کوئی سے دو یا دو سے زیادہ ایسے اسماءِ حُسنیٰ کا ورد بھی کرسکتا ہے جس کی عددی قیمت '302' ہو۔

جس طرح حکمانے اپنے علم، مشاہدہ اور تجربہ کی بنیاد پر مختلف جڑی بوٹیوں، پھلوں، سبزیوں اور اجناس کے خواص معلوم کیئے اور مختلف مزاج کے لوگوں کے لیے ان کا استعمال تجویز کیا، اسی طرح انہوں نے حروف، اعداد، ستاروں، نجورات، عطور کے خواص معلوم کیے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جو قوتِ تاثیر اور خصوصیات عطا کی ہیں انہیں مدنظر رکھتے ہوئے ان کا استعمال تجویز کیا۔کائنات کی کوئی بھی چیز ازخود تاثیر کی حامل نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی چیز بے کار پیدا نہیں کی۔اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو کوئی نہ کوئی قوت اور تاثیر عطا کی ہے۔مثلاً یورینیم اور پلوٹونیم بے جان دھاتیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان میں بے پناہ قوت رکھی ہے۔سائنسدانوں نے مشاہداتی وتجرباتی علم کی بناء پر ان کی مخفی قوت نہ صرف دریافت کی بلکہ ان سے کام لینے کے طریقے بھی دریافت کر لیے۔انہوں نے ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور نیوکلیئر بم بنا لیے جن کی بے پناہ قوت سے کسے انکار ہوسکتا ہے۔ایٹم بم (اے بم) طبیعات کے قانون نیوکلیئرفشن پر کام کرتے ہیں جس میں یورینیم کا ایٹم ایک سے زائد ذرات میں تقسیم ہو کر بڑے پیمانے پر توانائی کا اخراج کرتا ہے۔اس ہتھیار کا سب سے پہلا تجربہ امریکا نے جولائی 1945ء میں نیومیکسیکو میں کیا تھا۔تجربے کے فوری بعد امریکا نے یورینیم کو بطور ایندھن استعمال کرنے والے ایٹمی ہتھیار کے ذریعے جاپان کے شہر ہیروشیما کو تباہ کیا۔اُس بم کی طاقت 15 کلوٹن تھی۔اس حملے کے تین دن بعد امریکا نے جاپان کے شہر ناگاساکی کو بھی ایٹم بم سے نشانہ بنایا مگر اس دفعہ استعمال کیے گئے ایٹم بم کا ایندھن پلوٹینیم پر مشتمل تھا۔سابقہ سپرپاور سوویت یونین نے بھی اپنے پہلے ایٹمی ہتھیار کا تجربہ اگست 1949ء میں قازقستان کے صحرا میں کیا۔ہائیڈروجن بم (ایچ بم) یا تھرمونیوکلیئر بم طبیعات کے قانون فیوزن پر کام کرتا ہے جس میں دو نیوکلائی کے مل کر ایک ہونے سے توانائی کا اخراج ہوتا ہے جس سے درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔سورج میں بھی یہ عمل ہو رہا ہے جس کی وجہ سے اس سے توانائی کا اخراج ہوتا ہے۔ہائیڈروجن بم کا پہلا تجربہ امریکا نے مارشل نامی جزائر پر یکم نومبر 1952ء میں کیا جب کہ سوویت یونین نے 30 اکتوبر 1961ء کو ہائیڈروجن بم کا تجربہ کیا۔ابھی کسی بھی جن میں ہائیڈروجن بم استعمال نہیں کیا گیا لیکن دنیا میں اس وقت موجود ایٹمی ہتھیاروں کی اکثریت انہی ایچ بموں پر مشتمل ہے۔ای آر ہتھیار ایچ بموں کے تھرمونیوکلیئر قانون پر کام کرتے ہیں لیکن انہیں ایسے ڈیزائن کیا جاتا ہے کہ ان سے توانائی کے بجائے طاقت ور شعاعیں خارج ہوتی ہیں جن سے عمارتوں، پلوں اور دیگر چیزوں کو تو نقصان نہیں پہنچتا مگر تمام انسان وحیوان ان سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔اس ایٹمی و نیوکلیائی قوت سے بہت سے تعمیری کام بھی لیے جاتے ہیں۔کوئی اندازہ کرسکتا ہے کہ جس خالق ومالک نے ان بے جان دھاتوں میں بے پناہ قوت رکھی ہے اس نے ان حروف میں کس قدر قوت رکھی ہے جن سے اس نے اپنا کلام ہم تک پہنچایا اور جن سے دنیا کی ہر بولی اور بیان نے وجود پایا۔اعداد وحروف کی مخفی قوتوں سے آگاہ ہونے کے لیے روحانی سائنس کا علم حاصل کرنا اور روحانی دنیا میں کارفرما اصول وقوانین سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔بغیر علم، مشاہدہ اور تجربہ کے روحانی سائنس کے علم اور حروف واعداد کی خداداد قوت وتاثیر کا انکار، نادانی اور کم فہمی کے اظہار کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

01- ایقاظ الھمم فی شرح الحکم، جلد 1، ص 79۔ ابن عجیبہ
02- حلیۃ الاولیاء ج 6، ص 67-68، رقم الحدیث: 7811، کنز العمال رقم الحدیث: 5714، اتحاف السادۃ المتقین جلد 6، ص 536
03- المعجم الاوسط، جلد 7، ص 172، رقم الحدیث: 6315، شعب الایمان، جلد 1 ص 136، رقم الحدیث: 120، کتاب العظمہ ، ص 17
04- مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، ص 197، رقم الحدیث: 35213، بیروت، شعب الایمان، جلد 1، ص 136، رقم الحدیث: 118
05- المقاصد الحسنہ ص 173، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، 1407ھ
06- کتاب العظمہ ، جلد 1، ص 33، رقم الحدیث: 43، الجامع الصغیر، جلد 2، رقم الحدیث: 5897
07- عبدالرؤف منادی، فیض القدیر جلد 8، (بیروت: دار الحکمت العلمیہ)، ص 4217
08- عبدالرؤف منادی، فیض القدیر جلد 8، ص 4217، موضحا
09- غلام رسول سعیدی، علامہ، تبیان القرآن، جلد چہارم، (لاہور: فرید بک سٹال)، ص 665 تا 667
10- محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، ص 200
11- محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، ص 273
12- محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگ درا، ص 269
13- مشکوٰۃ شریف، ص 199
14- ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 189 حدیث نمبر 3518)
غلام رسول سعیدی، علامہ، تبیان القرآن، جلد چہارم ،ص 428
15- کاش البرنی، رموز الجفر حصہ اول، (کراچی: اوراق پبلشرز)، ص 17 تا 24
16- امام محمد بن محمد بن محمد بن الجزری، حصن حصین، مترجم: مولانا محمد ادریس، ص 41
غلام رسول سعیدی، علامہ، تبیان القرآن، جلد ہفتم، ص 482
17- فضیلت اعمال ص 216 بحوالہ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ
امام محمد بن محمد بن محمد بن الجزری، حصن حصین، مترجم: مولانا محمد ادریس (لاہور: تاج کمپنی لمیٹڈ، ب ن، س ن)، ص 41
18- امام محمد بن محمد بن محمد بن الجزری، حصن حصین، مترجم: مولانا محمد ادریس، ص 42
غلام رسول سعیدی، علامہ، تبیان القرآن، جلد ہفتم ، (لاہور: فرید بک سٹال، بار پنجم، 2008ء)، ص 482
19- امام محمد بن محمد بن محمد بن الجزری، حصن حصین، مترجم: مولانا محمد ادریس، ص 42
20- امام محمد بن محمد بن محمد بن الجزری، حصن حصین، مترجم: مولانا محمد ادریس، ص 42
غلام رسول سعیدی، علامہ، تبیان القرآن، جلد ہفتم، ص 482
21- امام محمد بن محمد بن محمد بن الجزری، حصن حصین، مترجم: مولانا محمد ادریس، ص 43
غلام رسول سعیدی، علامہ، تبیان القرآن، جلد ہفتم، ص 482
22- امام محمد بن محمد بن محمد بن الجزری، حصن حصین، مترجم: مولانا محمد ادریس، ص 42
23- امام محمد بن محمد بن محمد بن الجزری، حصن حصین، مترجم: مولانا محمد ادریس، ص 41
24- عبدالقادر عیسیٰ شاذلی، تصوف کے روشن حقائق، مترجم: محمد اکرم الازہری، (لاہور: زاویہ فاؤنڈیشن، بار اول، 2011ء)، ص 161 تا 164
26- غلام جیلانی برق، ڈاکٹر، من کی دنیا، ص 238
27- کاش البرنی، بچے اور ستارے، (کراچی: اوراق پبلشرز، دوم، 1986ء)، ص 114,9